15

رسالہ فیض مقالہ الموسومہ بہ

چہل حدیث

اربعین

فی

فضائل سیّد المرسلین

تصنیف

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

قاری منظور احمد صاحب نقشبندی خطیب مسجد انوار مصطفےٰ نوشہرہ ورکاں

رسالہ فیض مقالہ الموسومہ بہ

چہل حدیث

اربعین

فی

فضائل سیّد المرسلین

تصنیف

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

قاری منظور احمد صاحب نقشبندی خطیب مسجد انوار مصطفیٰ نوشہرہ ورکاں

نام کتاب	اربعین فی فضائل سید المرسلین ﷺ
تصنیف	علامہ فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ (بہاول پور)
نظر ثانی	علامہ الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مدظلہ۔ نوشہرہ ورکاں
مصحح و ناشر	قاری منظور احمد نقشبندی
بار اول	جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ / اکتوبر ۱۹۹۷ء
صفحات	۸۰
تعداد	ایک ہزار

ملنے کا پتہ

○ انجمن جامع مسجد انوار مصطفیٰ، نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

○ مکتبہ حضرت میاں شیر ربانی علیہ الرحمتہ، شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ اول

الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مجددی مدظلہ

انجمن انوار مصطفیٰ نوشہرہ ورکاں کے اراکین مبارک بادی کے مستحق ہیں جنہوں نے کچھ عرصہ قبل جامع مسجد انوار مصطفیٰ، محلہ اسلام پورہ میں اس کی بنیاد رکھی اور بتدریج دینی و رفاہی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔

یہ انجمن عزیز القدر مولانا قاری محمد منظور احمد نقشبندی زیدہ مجدہ کے تلامذہ کی ہے جو اسی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، ان ہونہار طلباء نے مختلف امور میں اپنی خدمات کو وقف کر رکھا ہے، مقدس کاغذات کی حفاظت، شہر کے ہر چوک کا عمدہ نام رکھ کر غرباء کی حسب استطاعت، معاونت اور طلباء میں محافل دینیہ کے انعقاد کا جذبہ پیدا کرنا، اس سلسلہ میں انجمن انوار مصطفیٰ ﷺ پیش پیش ہے۔

پیش نظر کتاب کی اشاعت بھی ان کا ایسا کارنامہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا جب تک یہ رسالہ لوگوں کے مطالعہ رہے گا ان کے نامہ اعمال میں حسنات کا اضافہ ہوتا جائے گا، گویا کہ رسائل و کتب دینیہ کی اشاعت صدقہ جاریہ ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف اور ان کی سرپرستی میں یہ تنظیم روز بروز ترقی پذیر ہو اور ان کی مساعی جمیلہ بارگاہ رب العالمین میں قبولیت کا شرف پائیں۔ آمین ثم آمین، بجاہ طہٰ و یٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

دعاگو

قاری غلام عباس نقشبندی

ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفیٰ

موتی مسجد۔ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

۲۹ ستمبر / پیر ۱۹۹۷ء

پیش لفظ

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین شخصوں کے ان میں ایک اولاد صالح ہے جو میت کی قبر میں اس کی نجات کا موجب بنے وہ میت خوش نصیب ہے جس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد اس کے لیے دعاء استغفار و ایصال ثواب کرے ان خوش نصیبوں میں بابا مہر دین مرحوم و مغفور بھی ہیں جن کے پوتے قاری منظور احمد صاحب ہیں جو اپنے دادا کے لیے ایصال ثواب کے لیے بہترین سرمایہ رسالہ ''اربعین فی فضائل سید المرسلین،، شائع کر رہے ہیں جتنا لوگ اس رسالہ کو پڑھینگے اتنا ثواب پڑھنے والوں کے علاوہ مرحوم و مغفور کے عملنامہ میں لکھا جائیگا مولیٰ عزوجل سے دعاء ہے کہ بوسیلہ جلیلہ نبی پاک شہ لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناشر کی سعی مشکور فرمائے (آمین)

الدال الی الخیر کفاعلہ | اس اشاعت کے دراصل اجر و ثواب کے مستحق حضرت الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مدظلہ ہیں جن کے مشورہ سے یہ رسالہ شائع کیا جا رہا ہے اور موصوف نہ صرف یہ رسالہ بلکہ خود بھی اور دوسرے شاگردوں سے بھی مختلف رسائل مفت شائع کراتے ہیں جزاہ خیر الجزاء۔

اپیل :- اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اعزہ و اقارب کے لیے اسلامی رسالے اور کتابیں مفت شائع کریں اسی کا نام صدقہ جاریہ ہے جس کا تاقیامت اجر و ثواب نصیب ہوتا رہیگا

وما علینا الا البلاغ

مدینہ کا بھکاری الفقیر القاری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان ۶ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ بروز پیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کماحقہٗ تعریف نہیں ہو سکتی۔ جتنا مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقۃً کم ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی و عملی، خَلقی و خُلقی، صورتی و سیرتی حسن و جمال، فضائل و کمال، محامد و محاسن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

چند آیاتِ قرآنیہ سے اس کا ثبوت

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ (پ ۳۰۔ کوثر، ع ۱)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (کنز الایمان)

اور فضائلِ کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امت بھی، اعداء دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)، اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ "ساری کثرت پاتے یہ ہیں"۔ (اعلیٰ حضرتؒ)

(اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے نہایت فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے) کوثر کثیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ کوثر کے معنی حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ ائمہ تفسیر سے خیرِ کثیر منقول ہیں۔ (بخاری، دُرِّ منثور، خازن و مدارک وغیرہ) یعنی بہت بھلائی۔ کثیر کی ضد قلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً۔

بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پہ غالب آئیں۔ جب کثیر قلیل کا مقابل ہے۔

اب یہ دیکھیں کہ رب کے نزدیک قلیل کی کتنی مقدار ہے۔ کیا رب کا بیان کردہ قلیل ہم شمار کر سکتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۔ تم فرما دو، دُنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔

اب یہ دیکھیں دُنیا کا سامان کونسا ہے اور کتنا ہے۔ اناج گندم جو آٹا۔ باجرہ، چاول وغیرہ پھل، فروٹ، آم، کھجور، سیب، انگور، تربوز وغیرہ۔ اشیاء خوردنی۔ پانی، دُودھ، لسی، چائے وغیرہ پینے کی چیزیں گھوڑے اُونٹ، خچر، گدھے، ہاتھی، سائیکل، سائیکل موٹر، سکوٹر، کاریں، جیپیں، رکشے، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ سواری کی چیزیں۔ غرض حیوانات، نباتات، جمادات، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں درا ربوں چیزیں ہیں جو دُنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں۔ رب نے فرمایا یہ سب قلیل ہیں کثیر نہیں۔ اور جو فضائل و کمالات اور نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ وُہ قلیل نہیں۔ کثیر نہیں بلکہ کوثر یعنی کثیر در کثیر ہیں۔ جب ربِّ اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں ہے۔ پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر کوثر! اس کا شمار کون کر سکتا ہے۔ اس کا کون حصر کر سکتا ہے۔ کِس کی طاقت کہ اس کا احصار اور احاطہ کرے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ لفظ کوثر کی وُسعت پر اتمامِ حجت کے لئے فریقِ آخر کا حوالہ مُلاحظہ ہو۔"کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مُراد ہے؟"البحر المحیط"میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر کئے ہیں۔ اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دُنیوی دولتیں اور حسّی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمّتِ مرحُومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوضِ کوثر بھی ہے"۔ تفسیرِ عثمانی صفحہ ۷۸۸۔

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک علمی دُوسرے عملی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دونوں کمالوں کو عظیم فرمایا۔ (مثلہ فی المواہب زرقانی جلد ۴ صہ ۲۴۵)

ملاحظہ ہو کمالِ علمی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۲۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ — اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ

اللہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا۔ (پ۵ النسآء ع۱۷ س۱۱۳) کا تم پر بڑا فضل ہے۔

جس ذاتِ بابرکات پر اللہ کا بڑا فضل ہو اُن کی فضیلت کون شمار کر سکتا ہے۔ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ اِس آیۃ میں حضورؐ کے کمالاتِ علمیہ کو عظیم فرمایا گیا۔

اِس پر فریقِ آخر کا حوالہ دیکھو۔

"اس میں ... بیان ہے ...... اِس کا کہ آپ کمالِ علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اوّل ہے۔ سب سے فائق ہیں۔ اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے۔ جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ (تفسیرِ عثمانی صـ۱۲۴)

کمالاتِ عملی

۳ـ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ[۱] ۝ اور بے شک تمہاری خُو (خصلت) بڑی شان کی ہے۔ (پ ۲۹۔ القلم۔ رکوع ۱)

اِس آیت میں حضورؐ کے اخلاق، سیرت، کردار کو عظیم فرمایا گیا۔ یعنی حضورؐ کے کمالاتِ عملیہ بھی عظیم ہیں۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم (اعلیٰ حضرت)

جب حضورؐ کے کمالاتِ علمیہ اور عملیہ دونوں کا عظیم ہونا اللہ عظیم و اعظم نے بیان فرمایا۔ اب کون ہے جو ربِّ عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کر سکے۔ نیز اُمّ المومنین سے خُلقِ عظیم کی تفسیر

---

[۱] وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

الخلق ملکة یصدر عنها الافعال بسهولة والخلق العظیم له علی ما قالت

۱ـ هو القرآن

۲ـ هو الجود بالکونین والتوجه الی خالقهما

۳ـ هو ما اشار الیه علیه السلام بقوله۔ صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك (نور الانوار صـ۶)

میں منقول ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے (مسند امام اعظم ص۱۷۸) تو جیسا قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں، اسی طرح حضور کے فضائل بھی غیر محدود ہوتے۔

لہٰذا کماحقہٗ حضور کے فضائل و کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا جتنا مبالغہ سے کہو کم ہے۔ ان دونوں آیتوں کی مزید تفسیر اسی کتاب کے باب اوّل فصل سوم اقوالِ علماء میں ص۸۶ پہ از شفا اور ص۹۰ و ص۱۱۳ پہ از مدارج و عوارف و مواہب و زرقانی و جمع الوسائل و فیض القدیر ملاحظہ ہو)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ (پ۲۹۔ القلم۔ ع۳)

اور ضرور تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے۔

ثواب بھی تو ایک شرف اور فضیلت ہے۔ اور وہ ہے بے انتہا۔ اب کس کو حضور کی فضیلت کی انتہا مل سکتی ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ فضائلِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار اور بے حد و عد ہیں۔ لہٰذا کماحقہٗ سیدِ عالم کی تعریف نہیں ہو سکتی جتنا کرو کم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مقدس:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (پ۱۴۔ نحل۔ ع۲)

اور اللہ کی (وہ) نعمتیں گنو (جو حضور پہ ہیں) تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

وَقَالَ سَهْلٌ[1] فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا قَالَ نِعْمَتُهٗ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (شفا شریف، جلد۱ ص۱۸)

علم و ورع میں بے نظیر امام سہل بن عبداللہ تستری متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۸۳ھ نے اللہ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ نعمت اللہ سے اللہ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو حضور پر ہیں۔

---

[1] الصالح المشهور الذی لم یسمح الدهر بمثله علما وورعا وله کرامات مشهورة۔ نسیم الریاض جلد۱ ص۱۱۔ امام سہل بن عبداللہ تستری ایسے مشہور صالح ہو گزرے ہیں کہ زمانہ نے ان جیسا علم و ورع میں پھر نہ بخشا۔ پھر ایسی فیاضی نہ کی۔ ان کی کرامات مشہور ہیں۔ فانه کان صاحب الکرامات العالیة ولم یکن فی وقته له نظیر فی المعاملات ولم یزل یشغل فی الریاضة العملیة الیٰ ان کان یفطر فی کل یوم علی اوقیةٍ من خبز الشعیر بلا ادام فکان یکفیه لقوته درهم واحد فی عام (باقی بر صفحہ آئندہ)

(نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۱۴۰، شرح شفا لعلی القاری جلد ۱، صفحہ ۱۴۰، المواہب اللدنیہ جلد ۱، ص۔ زرقانی شرح مواہب جلد ۳، صفحہ ۱۸۶) اس آیت سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا۔

پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے کمالات کا ذکر چھوڑ دو۔ نہ نہ بلکہ بحکم خداوندی مبالغہ سے ان کی تعظیم و تعریف و ذکرِ فضائل کئے جاؤ۔ اسی میں فلاحِ دارین ہے۔ ذکرِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ اطمینانِ قلب ہے اور ان کا ذکرِ پاک عبادت ہے۔ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے:۔

۶۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (پ ۱۳ ۔ رعد ۲۸) خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:۔

عَنْ مُجَاهِدٍ[1] فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ۔ (شفا شریف جلد ۱، ص۱۸)

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگرد خاص تابعی کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد متولد ۲۱ھ، متوفی ۱۰۳ھ (جو تفسیر اور علم میں امام ثقہ تھے، تقریب جلد ۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وھو مع ذلك يقوم الليل كله ولا ينام واسلم عند وفاته يهود تنيف على السبعين لما رأوا الناس انكبوا على جنازته وشاهدوا اقواما ينزلون من السماء فيتمسحون بجنازته ويصعدون وينزل غيرهم فوجا بعد فوج۔ (شرح شفا للقاری جلد ۱ ص۱۱۱، ۱۲ فیضی)

؎ ضروری تنبیہ: مختلف ذوات پر لفظ واحد کا اطلاق وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں بلکہ ایک ہی لفظ کا مفہوم بوجہ اختلاف مصداق و مخاطب مختلف ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ لہٰذا ناظرین عیاروں سے ہوشیار رہیں۔ ۱۲ فیضی

[1] روی عن ابی هريرة وابن عباس وعنه قتادة وابن عون كان اماما فی القرآءة والتفسير حجة فی الحديث قال كان ابن عمر يأخذ لی بركابی ويسوی علیّ ثيابی اذا ركبت…… اخرج له الست۔ (شرح شفا للقاری ج ۱ ص۱۴۲) ومجاهد من كبار التابعين…. المفسر الزاهد العابد…… وثقه المحدثون كما ذكره الذهبی۔

متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۳ھ توفی وھو ساجد ملخصاً نسیم الریاض ج ۱ ص۱۴۲، ۱۲ فیضی غفرلہٗ

ص ۲۲۹) نے اللہ تعالیٰ کے اِس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذِکر اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے صحابہ مُراد ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذِکر پاک سے دِلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری جلد ا ص ۱۴۲، قال الخفاجی قال السیوطی رواہ عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم نسیم الریاض جلد ا، ص ۱۴۲ رواہ عنہ ابن ابی شیبہ وابنِ جریر وابن المنذر وابنِ ابی حاتم والبو الشیخ"۔ درمنثور سیوطی جلد ۴، ص ۵۸ (ملّا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں)

بِمُجَرَّدِ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ يَحْصِلُ لِلْقُلُوْبِ الْاِطْمِيْنَانُ وَالسَّكِيْنَةُ۔ (شرح شفا للقاری ج ا، ص ۱۴۲)

محض ذِکرِ حضور اور ذِکرِ صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذِکرِ پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقتِ نزولِ رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:۔

لَا اُذْكَرُ فِيْ مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيْ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِيْ وَلَمْ يَذْكُرْكَ فَلَيْسَ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ۔ (درمنثور ج ۶، ص ۴۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر (بھی) میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذِکر نہ کیا۔ تو جنت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔

قال اعلیٰ حضرت:۔

ذکرِ خدا جو ان سے جُدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کُنجی سقر کی ہے

ہمارے آقا و مولیٰ کریم رؤف ورحیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ۔ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغیر للسیوطی ج ۲، ص ۱۹ الفتح الکبیر للنبہانی ج ۲، ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴

انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت ہے نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذِکر کرنا (ان کے فضائل وحالات بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے یعنی ولیوں کے ذِکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

(ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ) قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ۔ السراج المنیر جلد ۲ ص ۲۹۹ للعزیزی۔

جب انبیاء کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ
واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

امّا بعد! دور جوں جوں قیامت کو قریب ہوتا رہا ہے امت
نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
دور ہوتی جارہی ہے فقیر یہ تحفہ امت کی خدمت میں پیش کررہا ہے تاکہ
اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کریں کیونکہ فقیر کا تجربہ
ہے کہ حضور علیہ السلام کا قرب آپکے فضائل وکمالات کو دل میں جگہ دینے
سے بھی نصیب ہوتا ہے اور ساتھ ہی بہشت کا ٹکٹ بھی کیونکہ۔
حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا
بَعَثَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ زُمْرَةِ الْفُقَهَآءِ وَالْعُلَمَاءِ
وَفِیْ رِوَایَةٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا عَالِمًا وَفِیْ رِوَایَتٍ
کُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا وَفِیْ رِوَایَتٍ
قِیْلَ لَهٗ اُدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ،،

فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری امت سے
چالیس حدیثیں جو کہ دین کے بارہ میں ہوں یاد کرے اللہ تعالیٰ اس
کو فقہا اور علماء کے زمرہ میں اٹھائے گا ایک روایت میں ہے

کہ اللہ اس کو فقیہہ عالم مبعوث کرے گا ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے لیے شافع و شہید ہوں گا ایک روایت میں ہے کہ اس کو حکم ہو گا کہ جنت کے جس دروازہ کے راستہ سے چاہے داخل ہو ،،

اور اس کا نام ، الاربعین فی فضائل سید المرسلین رکھا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلے اللہ علی حبیبہ الرؤف الرحیم -

الفقیر القادری ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۸ محرم ۱۴۱۲ھ ۱۰ اگست ۱۹۹۱ء

بہاول پور (بروز ہفتہ)

(پاکستان)

مقدمہ

ہمارے دور میں ایک مرض سفیر بہت زیادہ لوگوں میں پھیل رہا ہے کہ احادیث نا قابل قبول ہیں اس قسم کے لوگوں کو اہل علم منکرین حدیث کہتے ہیں اگرچہ وہ خود کو اہل قرآن بتلاتے ہیں اس قسم کے مریضوں اور عاشقان رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے اس کا آغاز آیت قرآنی سے ہوتا ہے تاکہ مریض قلب کو شفا اور قلب عاشق کو جلاء نصیب ہو (آمین)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین (سورۃ آل عمران آیت ۸۱)	اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

فائدہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ الآفاق تصنیف الخصائص الکبریٰ میں فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لیے عام ہے حضرت شیخ تقی الدین سبکی اپنی کتاب التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے انتہاء عظمت کا اظہار ہے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آپ اگر کسی رسول کے زمانہ میں تشریف لائیں تو اس رسول کے بھی آپ نبی اور رسول ہوں گے تو آپ کی نبوت اور رسالت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک کی ساری مخلوق کے لیے عام ہے سب انبیاء اور ان کی امتیں آپ کی امت ہیں اور آپ کا فرمان بعثت الی الناس کافۃ آپ کے زمانہ سے قیامت تک کے لوگوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ آپ کے زمانہ سے پہلے زمانہ کے لوگوں کو بھی شامل ہے۔

فائدہ اس تشریح سے آپ کے ارشاد کنت نبیًا و آدم بین الروح والجسد کا معنی بھی واضح ہو گیا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم اور روح ابھی جمع نہیں ہوا تھا اس وقت بھی میں نبی تھا یعنی آپ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نبی تھے اور وصفِ نبوت سے بالفعل متصف تھے جس نے علم الٰہی میں نبی ہونے کا معنی بتایا ہے وہ اس معنی کو نہیں پہنچا کیوں کہ علم الٰہی میں نبی ہونے کا معنی بتایا ہے وہ اس معنی کو نہیں پہنچا کیوں کہ علم الٰہی میں نبی ہونا آپ کی خصوصیت نہیں علم الٰہی میں

تو ہر نبی نبی تھا اس لیے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر آپ کا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اس سے بھی پتہ چلا کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے آپ رسول اللہ تھے آپ نے اپنی امت کو اپنا یہ کمال بتایا کہ آپ کی قدر و منزلت پہچانیں اور آپ سے کسب کمال کریں

(الخصائص الکبریٰ جلد اول ص ۹۰۸)

تفسیر آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عالم ارواح میں عہد لیا کہ میں تم کو کتاب و حکمت دے کر عالم دنیا میں بھیجوں گا پھر تمہارے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا اگر تم اس رسول کو پاؤ تو اس کے مومن اور ناصر بن کر رہنا اور حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ اپنے زمانہ سے پہلے لوگوں کے بھی نبی ہیں اور آپ اس وقت میں بھی وصف نبوت سے متصف تھے جب آدم علیہ السلام کے جسم اور روح میں ربط اور اتصال پیدا نہیں ہوا تھا اور حدیث پاک میں یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب روحوں سے الست بربکم فرمایا تھا تو سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بلیٰ کہا تھا آپ کا جواب سن کر سب نے بلیٰ کہا گویا اس وقت بھی آپ فرائض نبوت انجام دے رہے تھے جب ثابت ہو گیا آپ نبیوں کے نبی اور مقتدا ہیں تو پوری کائنات میں نہ آپ کا کوئی ہمسر ہو گا اور نہ کوئی آپ سے برتر آپ کی اس یقینی برتری کی وجہ سے سب نبی اور ان کی امتیں آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گی اور قیامت میں ساری مخلوق پر علی الاطلاق برتری آپ ہی کو حاصل ہو گی۔

آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور جو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل نبی تھا آدم علیہ السلام میں ودیعت اور امانت رکھا گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو بشر بنا کر آدم علیہ السلام کی نسل سے ظاہر کرنا تھا چوں کہ یہ نور برتر مطلق تھا اور اس کے سب صفات علی الاطلاق اکمل تھے عبدیت، طہارت، اخلاص، ہدایت ایسے تمام صفات کی اکملیت آپ میں علی الوجہ الاتم موجود تھی وصف اکملیت طہارت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ جن پشتوں اور رحموں کے راستہ سے گزر فرمائیں ان سب پشتوں اور رحموں کو پاک کر دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب پشتوں اور رحموں کو سفاح جاہلیت سے پاک کر دیا اور آپ کے سب حاملوں کو کفر اور شرک کی نجاست سے بھی پاک کر دیا آپ نے فرمایا

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات

میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کی رحموں کی طرف منتقل کیا جاتا رہا"، جب آپ نے اپنے حاملین اور حاملات، کو پاک کے لفظ سے تعبیر فرمایا تو ضروری ہو گیا کہ آپ کے جمیع آباء موحد ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما المشرکون نجس سے مشرکین کی نجاست یقینی ہے لہذا آپ کے آباء سے کسی نے شرک نہیں کیا اور نہ زنا کیا ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کا والد نہیں تھا بلکہ چچا تھا عربی زبان میں چچا کو بھی اَبْ کہہ دیا جاتا ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف اصل الاصول"، میں دیکھئے)۔

مسئلہ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا خون اور پیشاب پاخانہ پاک ہیں کیونکہ آپ نے آپ کے پیشاب پینے والوں کو شفا کی بشارت دی ہے تو جب آپ کے فضلات شریفہ شفا ہوئے تو ان کا طاہر ہونا ضروری ہوا کیوں کہ شفا اعم مطلق ہے اور طاہر اخص مطلق یعنی ہر شفا کا طاہر ہونا ضروری ہے اور ہر طاہر کا شفا ہونا ضروری نہیں شفا اور طاہر میں نسبت عموم وخصوص مطلق ہے

نوٹ فضائل کا آغاز حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت سے ہو رہا ہے تاکہ وناداراامتی کو دل میں خوشی ہو کہ جس ذات کے فضلات مبارکہ طیب وطاہر ہیں وہ خود ذات کتنا اعلیٰ وارفع ہوگی ۔

حدیث (۱)

اخرج البزاز والطبرانی والحاکم والبیھقی وابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث عامر بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ قال احتجم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فاعطانی الدم فقال اذھب فغیبہ فذھبت

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سینگی کے ذریعہ اپنا خون نکلوایا اور اپنا خون مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کو لے جا اور کہیں چھپا دے میں لے کر گیا اور وہ خون پی لیا پھر آپ کی خدمت

فشربته فاتيته صلى
الله تعالى عليه وسلم
فقال ما صنعت قلت
غيبته قال لعلك شربته
قلت شربته وفي رواية
قلت جعلته في اخفى
مكان ظننت انه خاف
عن الناس قال لعلك
شربته قلت شربته
فقال ويل لك من الناس
وويل للناس منك وفي
رواية فقال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وعلى
آله وسلم فما حملك
على ذلك قال علمت ان
دمك لا تصيبه نار
جهنم فشربته لذلك
فقال ويل لك من الناس
وعند الدار قطني من
حديث اسماء بنت ابي
بكر نحوه وفيه لا

میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا
کہ خون کہاں گیا میں نے عرض
کیا اس کو چھپا دیا ہے فرمایا
کہ شاید تو نے اُسے پی لیا ہے
میں نے کہا پی لیا ہے دوسری
روایت کے یہ الفاظ ہیں میں
نے کہا اس کو ایسی مخفی جگہ پر
رکھا ہے جو میرے خیال میں
لوگوں سے پوشیدہ ہے تو فرمایا
شاید تو نے اسے پی لیا ہے میں
نے کہا ہاں پی لیا ہے تو میں نے
فرمایا تجھ کو لوگوں کی طرف سے
مصیبت پہنچے گی اور لوگوں کو
تیری طرف سے مصیبت پہنچے
گی ایک دوسری روایت میں
یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے
فرمایا کہ تجھے ایسا کرنے پر کس
چیز نے ابھارا تو میں نے کہا
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے
خون کو دوزخ کی آگ ہرگز

تمسک النار وفی کتاب الجوهر المکنون فی ذکر القبائل والبطون انه لما شرب ای عبد الله بن الزبیر دمه تضوع فمه مسکا وبقیت رائحته موجودة فی فمه الی ان صلب رضی الله تعالی عنه (المواهب اللدنیہ ج ا ص ۱۷۱)

نہیں چھوئے گی اسی وجہ سے ہیں نے پی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھ کو لوگوں کی طرف سے مصیبت پہنچے گی دار قطنی میں حضرت اسماء بنت ابی بکر کی حدیث اسی طرح ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ہیں نے فرمایا کہ تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی اور کتاب الجوهر المکنون فی ذکر القبائل والبطون میں یہ بھی موجود ہے کہ جب سے عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون پیا تو عبد اللہ کے جسم سے کستوری کی خوشبو آنے لگی اور تمام عمر حتیٰ کہ سولی پر لٹکائے جانے تک باقی رہی۔"

(فائدہ) آپکو حجاج ظالم نے شہید کر کے سولی پر لٹکایا تھا"

فائدہ آپ کا خون پینے والے عبد اللہ بن زبیر چھ سات سال کے بچے تھے آپ بچوں کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے لیکن عبد اللہ بن زبیر کو بیعت بھی کر لیا تھا آپ نے ان کی مصیبت بھی مبہم طور پر بتادی وہ مصیبت سولی پر لٹکایا جانا تھا۔

انتباہ یہی عبد اللہ بن زبیر اور حسین ابن علی دو ہی شخص تھے جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا

وہ بھی بشر تو بھی بشر

دوسرے لوگوں کا خون اگر بدن کو یا کپڑے کو لگ جائے تو بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا لیکن آپ کا خون پاک ہے حتیٰ کہ پینے والا دوزخ سے مامون اور محفوظ ہو گیا۔

عقیدۂ صحابی رضی اللہ عنہ

یہاں سے صحابی کا عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ وہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھتے بلکہ نورٌ علیٰ نور مانتے ورنہ عام بشر کا خون پلید ہوتا ہے تو صحابی حضور علیہ السلام سے پوچھے بغیر آپ کا خون مبارک کیسے پی سکیگا۔

حدیث (۲)

عن ام ایمن قالت قام رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل الی فخارۃ فی جانب البیت فبال فیھا فقمت من اللیل وانا عطشانۃ فشربت ما فیھا وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قال

حضرت ام ایمن نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم رات کو اٹھ کر ایک مٹی کے برتن کی طرف تشریف لے گئے جو گھر کے کونے میں رکھا تھا تو اس میں پیشاب کیا میں رات کو پیاسی اٹھی اور اس مٹی کے برتن میں جو کچھ تھا پی لیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہم

یا ام ایمن قومی فاھریقی مافی تلک الفخارۃ فقلت قد واللہ شربت ما فیھا قالت فضحک رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اما واللہ لا یتجعن بطنک ابدًا (رواہ الحاکم والدار قطنی والطبرانی وغیرہ مواھب ج ۱ ص ۲۸۴)

وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام ایمن اٹھ اور جو کچھ اس برتن میں ہے اسے باہر پھینک دے میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو اس برتن کا سب پانی پی لیا ہے تو رسول اللہ صلے علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت نواجذ بھی ظاہر ہو گئے تو فرمایا۔ خبردار! اللہ کی قسم تیرا پیٹ کبھی نہیں دکھے گا"۔

فائدہ یہاں آپ نے اپنے پیشاب کو شفا قرار دیا مواھب شریف میں اسی حدیث کے بعد

حکایت برکت خادمہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے کہ اس نے ایک پیالا میں آپ کا پیشاب نادانستہ طور پر پی لیا تو آپ نے اسے بھی فرمایا صِحَّۃٌ" یا اُمّ یُوسُفَ اے اُمِّ یوسف یہ پیشاب تیرے لیے صحت ثابت ہو گا چنانچہ وہ ام یوسف زندگی بھر کبھی بیمار نہیں ہوئی فقط اس کی موت کی بیماری آئی۔

مسئلہ ان حدیثوں کی بناء پر علماء امت نے بالاتفاق آپ کے فضلاتِ شریفہ کو طاہر کہا کیونکہ طہارت عام ہے اور شفا خاص جب فضلات شریفہ کا شفا ہونا ثابت ہو گیا تو تضمنًا ان کا طاہر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

لطیفہ

بول و براز کی طہارت کی احادیث بخاری شریف میں نہیں لیکن ان کی صحت روایات بخاری سے کچھ کم نہیں مگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان روایات میں سے کسی کو اپنی صحیح بخاری میں درج نہیں کیا ان کی اس روش سے امام دار قطنی امام بخاری پر برہم ہوئے کہ آپ کا صحیح روایات کے جمع کرنے کا دعویٰ کس کام کا جب کہ آپ نے فضلات مبارکہ میں سے کوئی روایت بھی اپنی صحیح بخاری میں درج نہیں کی

حدیث (۳)

عن عائشۃ قالت یا رسول اللہ انی اراك تدخل الخلاء ثم یاتی الذی یعدك فلا یری لما یخرج منك اثرا فقال یا عائشۃ اما علمت ان اللہ امر الارض ان تبتلع ما یخرج من الانبیاء ومحمد بن حسان بغدادی ثقۃ من رجال الصحیح ولہ طرق عند ابن سعد واخری عند الحاکم فی

حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں پھر آپ کے بعد والا انسان آتا ہے اور آپ سے نکلی ہوئی چیز کا کوئی نشان نہیں دیکھتا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء سے نکلی ہوئی چیز کو نگل لے

مستدرکہ والدار قطنی)

فائدہ محمد بن حسان بغدادی ثقہ اور صحیح کے راویوں سے ہے اور اس حدیث کے کئی طریقے ہیں کچھ ابن سعد کے ہاں کچھ حاکم کی مستدرک اور دار قطنی ہیں

فائدہ انبیاء علیہم السلام بالخصوص سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت عام بشروں جیسی نہیں عام بشروں کی تخلیق گندی اور بدبودار مٹی سے (قرآن) اور انبیاء علیہم السلام کی بشریت کی تخلیق نسنیم جنت سے یہی وجہ ہے کہ عام بشروں کے اجسام سے بدبو اٹھتی ہے اور حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اجسام سے عطر و کستوری سے بڑھ کر خوشبو مہکتی ہے۔

حدیث (۴)

عائشۃ قالت قلت یا	حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے
رسول اللہ انک تدخل	کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
الخلاء فاذ اخرجت دخلت	بے شک آپ بیت الخلاء میں
علی اثرک فما اری	داخل ہوتے ہیں تو جب آپ
شیئًا الا انی اجد رائحۃ	نکلتے ہیں میں آپ کے پیچھے
المسک قال انا معشر	داخل ہوتی ہوں تو کوئی چیز
الانبیاء تنبت اجسادنا	نہیں دیکھتی ہاں وہاں فقط کستوری
علی ارواح اھل الجنۃ	کی خوشبو پاتی ہوں آپ نے
فما خرج منھا من شیئ	فرمایا کہ ہم نبیوں کی جماعت

ابتلعتہ الارض (الخصائص ج ۱ ص ۱۲۱) کے جسم بہشتیوں کی روحوں کی مانند ہوتے ہیں ان سے جو چیز نکلتی ہے اسے زمین نگل جاتی ہے۔

فوائد الحدیث

(۱) سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلہ مبارکہ کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا

(۲) آپ کے بعد جانے والے بیت الخلاء میں کستوری کی خوشبو محسوس کرتے تھے

(۳) نبی کا جسم اہل جنت کی مثل ہے اسی لیے ہم آپکی بشریت کو نور علیٰ نور مانتے ہیں اس لیے ارواح نور ہیں اور آپکی بشریت کو روح جیسا کہا گیا تو جس طرح ارواح نور ہیں تو ایسے ہی آپکی بشریت مبارکہ بھی نور ثابت ہوئی

(۴) نبی کے جسم سے اگر کوئی چیز نکلے تو زمین اس کے نگلنے کی مامور ہے

(نکتہ) احادیث میں مذکور ہے کہ اہل جنت جو کچھ کھائیں پیئیں گے وہ ڈکار کی ہوا یا خوشبودار پسینہ بن کر غایب ہو جائے گا یعنی پاک اور خوشبودار مادہ بن کر غائب ہو جائے گا بعینہ اسی طرح ہر نبی کا خوردہ یا نوشیدہ پاک پیشاب یا کستوری کی طرح پاک اور خوشبودار لطیف مادہ نکلتا ہے تو آپ کے فضلات کی طہارت اور لطافت اور پاکیزگی میں کسی قسم کی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ نے فرمایا ؎

اسم نور و جسم نور و خواب نور
اکل نور و شرب نور و خواب نور

ترجمہ:- حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ کا اسم و جسم اور بند نور ہیں

ایسے ہی آپ کا کھانا پینا اور خواب ۔ نور ہیں ۔

حدیث نمبر ۵

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما شممت ریحا قط ولا مسکا ولا عنبرۃ اطیب من ریح رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم

(رواہ احمد / مواہب ج ۱ صـ۲۸۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے کوئی خوشبو یا کستوری یا عنبر آپ کے جسم اطہر کی خوشبو کے برابر خوشبودار نہیں سونگھے‘‘

حدیث (۶)

عن ام عاصم امرأۃ عتبہ بن فرقد السلمی قالت کنا عند عتبۃ اربع نسوۃ فما منا امرأۃ الا وھی تجتھد فی الطیب من صاحبتھا وما یمس عتبۃ الطیب الا ان یدس دھنا یمسح بہ لحیتہ ولھو

عتبہ بن فرقد السلمی کی بیوی ام عاصم سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے کی پوری کوشش کرتی کہ باقی تین عورتوں سے خوشبو میں بڑھ جائے لیکن عتبہ کبھی خوشبو نہیں لگاتا تھا فقط تیل لے کر اپنی ڈاڑھی کو لگا لیا کرتا

اطیب ریحا منا وکان اذا
خرج الی الناس قالوا ما
شممنا ریحًا اطیب من
ریح عتبہ فقلت لہ
یوما انا لنجتھد فی الطیب
ولانت اطیب ریحا
منا فمم ذالک فقال
اخذنی الشری علیٰ
عھد رسول اللہ صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وعلی
آلہ وسلم فاتیتہ
وشکوت ذالک الیہ
فامرنی ان اتجرد فتجردت
وقعدت بین یدیہ
والقیت ثوبی علی فرجی
فنفث فی یدہ ثم
مسح ظھری وبطنی
بیدہ فعبق بی ھذا
الطیب من یومئذ رواہ
الطبرانی فی معجمہ الصغیر
وروی ابویعلی والطبرانی

تھا لیکن اس کے باوجود عتبہ کے
جسم کی خوشبو چاروں بیویوں
کی خوشبو سے زیادہ ہوتی تھی
جب وہ گھر سے نکل کر لوگوں
میں جاتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے
عتبہ کی خوشبو کے برابر کوئی
خوشبو نہیں سونگھی میں نے
ایک دن عتبہ سے پوچھا کہ ہم
چاروں خوشبو لگاتے ہیں پورا
زور لگاتی ہیں پھر بھی آپ ہم
چاروں سے زیادہ خوشبو دار
ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے
تو عتبہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
زمانہ مبارک میں میرے جسم پر
پتی اچھلی (یعنی وہ دانے نکلے جو
گرمی کے دنوں میں نکلتے ہیں اور
ان میں بے پناہ خارش ہوتی
ہے) تو میں آپ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا
اور اس بیماری کی شکایت کی تو

قصة الذی استعان به صلی الله تعالیٰ وعلیٰ آله وسلم علی تجهیز ابنته فلم یکن عنده شئ فاستدعاه بقارورة نسلت له فیها من عرقه وقال مرها فلتطیب به فکانت اذا تطیبت به شم اهل المدینة ذالك الطیب فسموا بیت المطیبین وقال جابر بن عبد الله کان فی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خصال لم یکن فی طریق فیتبعه احد الا عرف انه سلکه من طیب عرقه وعرفه ولم یکن یمر بحجر الا سجد له رواه الدارمی والبیهقی وابونعیم (مواهب ج ا ص ۲۸۲)

آپ نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں کپڑے اتار کر آپ کے آگے بیٹھ گیا اور شرم گاہ پر کپڑا ڈال دیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں پر پھونک ماری پھر وہ ہاتھ میری پیٹھ پر اور میرے پیٹ پر پھیر دیئے اس روز سے میرے جسم میں یہ خوشبو پیدا ہوئی یہ روایت طبرانی نے معجم صغیر میں بیان کی ہے اور ابویعلیٰ اور طبرانی نے اس شخص کا قصہ نقل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیٹی کے جہیز میں مدد مانگی آپ کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی تو سائل سے شیشی مانگی پھر اس شیشی میں اپنا پسینہ جمع فرمایا اور فرمایا کہ یہ پسینہ اپنی بیٹی کو دے دے اور اسے کہہ دے کہ اسے بطور

خوشبو لگاتے تو وہ لڑکی جب آپ کا پسینہ بطور خوشبو استعمال کرتی تو پورے مدینہ طیبہ کے لوگ اس خوشبو کو محسوس کرتے اور لوگوں نے ان کے گھر کو بیت المطیبین کہنا شروع کیا یعنی عطریوں کا گھر۔

مزید براں جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی خصوصیات تھیں اور آپ جس راستہ سے جاتے تو آپ کی خوشبو کی مہک موجود ہوتی اور جس پتھر سے گزرتے وہ پتھر آپ کو سجدہ کرتا،،

(دارمی، بیہقی، ابونعیم)

حدیث (۷)

عن ذکوان رضی اللہ عنہ قال لم یکن لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس و لا قمر (رواہ الترمذی الحکیم) وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لایظہر

ذکوان سے مروی ہے کہ چاند اور سورج میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے اس لیے آپ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا دوسرے محدثین نے کہا کہ آپ کی دعا واجعلنی نُوراً اسکی شاہد ہے

لہٗ ظل قال غیرہ ویشھد
لہ قولہ صلے اللّٰہ
تعالیٰ علیہ وسلم فی
دعائہ واجعلنی نوراً
(مواہب ج ا صـ۲۸۰)

فائدہ سیدنا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات میں لکھا کہ آپ کا سایہ ہوتا لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے لطیف ہوتا ہے اس لیے اگر آپ کا سایہ ہوتا تو آپ سے لطیف تر ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز آپ سے لطیف تر پیدا نہیں فرمائی۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافت کا اندازہ یوں لگایئے جبریئل علیہ السلام سدرہ پہ رہ گئے اور دوسری تمام نوری مخلوق عرش تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بشریت مقدسہ کے ساتھ دنی فتدلیٰ کے مقام تک پہنچے

حدیث (۸)

قال ابوھریرۃ واذا ضحك صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم یتلألأ فی الجدار رواہ البزاز والبیھقی (مواہب ج ا صـ۲۸۲)

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنستے تو آپ کے دانتوں کی روشنی دھوپ کی طرح دیواروں پر پڑتی۔

حدیث (۹)

عن عائشة رضی اللہ
تعالیٰ عنہا قالت لم یکن
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بالطویل
البائن ولا بالقصیر المتر
دد وکان ینسب الی الربعة
اذا مشی وحدہ ولم یکن
علی حال یماشیہ احد
من الناس ینسب الی
الطول الا طالہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ولربما اکتنفہ الرجلان
الطویلان فیطولہما فاذا
فارقاہ نسب رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الی الربعہ
رواہ ابن عساکر والبیہقی
وزاد ابن سبع فی الخصائص
انہ کان اذا جلس یکون

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت ہے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم نہ زیادہ لمبے اور
نہ زیادہ پست قامت تھے جب
اکیلے چلتے تو درمیانہ قد کے تھے
اور جب کسی لمبے انسان کے ساتھ
چلتے تو اس شخص سے بھی لمبے
ہو جاتے بسا اوقات دو
لمبے آدمی آپ کو درمیان میں
لے لیتے تو آپ ان دونوں
سے لمبے ہو جاتے جب وہ دو
لمبے جدا ہو جاتے تو آپ درمیانہ
قد کے ہو جاتے اسے ابن عساکر
اور بیہقی نے روایت کیا اور
ابن سبع نے خصائص میں کہا
کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم)
جب بیٹھتے تو آپ کے دونوں
کندھے سب بیٹھنے والوں سے

کتفه اعلی من جمیع الجالسین — اونچے ہوتے تھے“

فائدہ اس سے وہ صاحبان سوچیں جو حضور علیہ السلام محض اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں۔

فائدہ

وذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعزفی مولدہ ان من خصائصہ انہ کان لا ینزل علیہ الذباب

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۱)

حضرت قاضی عیاض نے شفاء میں اور عزہ نے آپ کے مولد میں ذکر کیا کہ آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

دیگر خصائص علامہ سیوطی نے یہ بات بھی احادیث سے ثابت کی ہے کہ آپ جمائی اور احتلام سے بھی محفوظ تھے کیوں کہ یہ دونوں چیزیں شیطان کے اثر سے ہوتی ہیں اور آپ شیطان کے اثر سے محفوظ ہیں بلکہ امہات المومنین بھی اس گندے امر (احتلام) سے محفوظ تھیں

(۳) جب آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کے سوار ہونے کی حالت میں نہ پیشاب کرتا اور نہ پاخانہ جب آپ اتر کر اس جانور سے دور ہو جاتے تب وہ پیشاب پاخانہ کرتا (تفسیر عزیزی)

دیگر خصائص مع شرح و تفصیل فقیر کی تصنیف شرح خصائص کبریٰ میں ملاحظہ ہوں۔

قاعدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص پر قیاس کر کے مسائل کا استنباط نہیں کیا جاسکتا مثلاً حضور علیہ السلام کے نکاح زائد از چار سے دوسروں کے لیے بھی چار سے زائد عورتوں سے نکاح جائز کہا جائے وہ لوگ غلطی پر ہیں جو حضور علیہ السلام خون مبارک کی پاکیزگی ہر آدمی کے خون سے شفا و علاج کا فتوی دیتے ہیں

حدیث (۱۰)

عن وھب بن منبہ قال قرأت احدا وسبعین کتابًا فوجدت جمیعھا ان اللہ لم یعط جمیع الناس من بدء الدنیا الی انقضائھا من العقل فی جنب عقل محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لاکحبۃ رمل من بین جمیع رمال الدنیا وان محمدا صلے اللہ تعالیٰ ارجح الناس عقلا وارجحھم رأیًا (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ وابن عساکر الخصائص ج ۱ ص ۶۶)

حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر آسمانی کتابیں پڑھی ہیں تو ان سب کتابوں میں یہ بات پائی ہے کہ ابتداء آفرینش سے قیامت تک کے سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کی عقل کے مقابلہ میں اس قدر عقل دی ہے جیسے ریت کا ایک دانہ دنیا بھر کی ریت کے مقابلہ میں یعنی ساری دنیا کے انسانوں کی عقل ریت کا ایک دانہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم کی عقل دنیا بھر کی ریت

کا انبار ہے"

فائدہ اس میں ان جاہلوں کا رد ہے جنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بس ہمارے جیسے بشر ہیں صرف یہی فرق ہے کہ آپ نبی ہیں اور ہم نبی نہیں اسی لیے وہ بھی بھولتے تھے اور ہم بھی بھولتے ہیں اور وہ بھی امور دنیویہ میں غلطی کر جاتے جیسے ہمارے سے غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنی ایسی غلط خیالیوں پر احادیث مؤدلہ سے استدلال بھی کرتے ہیں لیکن ان غرباء فی العلم والمساکین فی العقل کو کون سمجھائے کہ آپ کا بھولنا یا دنیوی امور کی طرف متوجہ نہ ہونا محض تعلیم امت کے لیے تھا نہ کہ محض مجبوری سے جیسا کہ عام بشر کو ہوتی ہے تفصیل فقیر کی تصنیف البشریۃ تعلیم الایۃ میں ہے

حدیث (۱۱)

عن ابن عمر قال قال	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
رسول اللہ صلی اللہ	عنہما سے روایت ہے فرمایا
علیہ وسلم ان اللہ	کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
قد رفع لی الدنیا فانا	علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا
انظر الیھا والی ما ھو کا	کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا
من فیھا الی یوم القیمۃ	میرے سامنے اٹھائی تو میں
کانما انظر الی کفی ھذہ	اس دنیا کو اور دنیا میں قیامت
جلیانا جلاہ لنبیہ	تک ہونے والی سب چیزوں

كما جلاه للنبيين من قبله (رواه الطبرانی الخصائص ج ۲ ص ۱۸۵)

کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بنی کے لیے اظہار ہے جس طرح پہلے نبیوں کے لیے اظہار فرمایا۔

فائدہ معلوم ہوا کہ آپ نے قیامت تک ہونے والی سب چیزوں کو دیکھا اور دیکھتے رہیں گے کیوں کہ انظر مضارع ہے اور مضارع کی وضع استمرار تجددی کے لیے ہے اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ،، حاضر و ناظر ،، میں ملاحظہ ہو۔

حدیث (۱۲)

عن سمرة بن جندب قال كسفت الشمس فصلى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ثم قال انی واللہ لقد رائیت منذ قمت اصلی ما انتم لاقوہ من امر دنیاکم وآخرتکم (رواہ احمد) الخصائص ج ۲ ص ۱۸۵)

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے فرمایا کہ سورج کو گرہن لگا تو نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر فرمایا بے شک اللہ کی قسم جب سے میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو وہ سب چیزیں دیکھ لی ہیں جو تمہیں دنیا یا آخرت میں پیش آنے والی ہیں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی حبیب خود اپنی ذات کو آپ سے نہ چھپایا تو باقی اشیاء کے مخفی رکھنے کا کیا معنیٰ۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کیا خوب فرمایا

اور کیا شے سے نہاں ہو بھلا جب تم سے
خدا بھی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود۔

تحقیق صاحب روح المعانی رحمہ اللہ تعالیٰ

خاتم المحققین معتمد علیہ

مخالفین حضرت علامہ آلوسی نے سورہ الم نشرح کی تفسیر میں چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے امتنان علی النبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے پھر فرمایا ہے کہ شرح صدر کی یہ آخری تفسیر مقام امتنان سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پر منّت جتا رہاہے کہ اے حبیب ہم نے آپ کا سینہ یعنی قلب اطہر علم کی وسعتوں سے اتنا کشادہ کر دیا ہے کہ وہ قلب غیب اور شہادت دونوں عالموں کو محیط ہو گیا ہے تو آپ کے لیے کان۔ کائن یکون سب برابر ہیں یعنی ماضی حال، استقبال سب کو آپ کا علم حاوی ہے اور آپ کا اختلاط مع الخلق اشتغال بالحق سے مانع نہیں ہے آپ بیک وقت اپنے رب سے مستفید اور مخلوق کے لیے مفید ہوتے ہیں۔

فائدہ صاحب روح المعانی نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر کو جمیع معلومات عالم غیب وعالم شہادۃ پر محیط مانا ہے یعنی کائنات کا کوئی ذرہ آپ کے احاطۂ علم سے خارج نہیں (صلے اللہ علی حبیبہ وسلم)

حدیث (۱۴)

عن حذیفۃ قال حدثنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بما یکون حتی تقوم الساعۃ (رواہ مسلم ملخصًا (الخصائص الکبری)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ سب چیزیں بتائیں جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔

حدیث (۱۵)

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کان فی حائط فاستأذن ابوبکر فقال ائذن لہٗ وبشرہ بالجنۃ ثم استاذن عمر فقال

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک باغ میں تھے تو ابوبکر نے اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت سنا دو پھر عمر

ائذن له وبشره
بالجنة وبالشهادة ثم
استأذن عثمان فقال
ائذن له وبشره بالجنة
وبالشهادة (رواہ الطبرانی
(الخصائص الکبری)

آئے اور اجازت مانگی تو
آپ نے فرمایا اس کو اجازت
دے دو اور بہشت کی اور شہادت
کی خبر سنا دو. پھر عثمان آئے اور
اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا اس کو
اجازت دے دو اور بہشت کی اور
شہادت کی خبر سنا دو۔

حدیث (۱۶)

عن زید بن ارقم قال
بعثنی رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فقال انطلق حتی تاتی
ابابکر فتجدہ فی دارہ
جالسا محتبیا فبشرہ بالجنة
ثم انطلق حتی تاتی الثنیه
فتلقی عمر راکبا علی
حمار تلوح صلعته فبشرہ
بالجنة ثم انطلق حتی
تاتی عثمان فتجدہ فی السوق
یبیع ویبتاع فبشرہ
بالجنة بعد بلاء شدید

زید بن ارقم سے روایت ہے
فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھیجا
فرمایا جا ابو بکر کے پاس تو
اس کو گھر میں احتباء کی شکل
میں بیٹھا ہوا پائے گا تو اس
کو جنت کی بشارت دے پھر
عمر کے پاس جا تو اس کو ثنیه
میں گدھے پر سوار پائے گا کہ
اس کے سر کا گنج چمکتا ہو گا
اس کو بھی جنت کی بشارت دے
پھر عثمان کے پاس جا تو اس
کو بازار میں خرید و فروخت کرتا

فانطلقت فوجدتهم كما قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم فاخبرتهم (رواه الطبراني الاوسط والبيهقي رحمهما الله تعالى (الخصائص ج ۲ ص ۲۶)

ہوا پائے گا تو اس کو بڑی مصیبت پیش آنے کی اور جنت کی بشارت دے تو میں گیا اور ان کو اس حال میں پایا جو آپ نے فرمایا تھا میں نے ان کو آپ کی بات سنائی۔

حدیث (۱۷)

اخرج احمد والحاكم بسند صحيح عن عمار بن ياسر ان النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم قال لعلي اشقى الناس رجلان احيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي على هذه يعني قرنه حتى يبل منه هذه . يعني لحيته و قد ورد ذالك من حديث علي وجابر بن سمرة وصهيب وغيرهم

عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ دو شخص سب لوگوں سے زیادہ بدبخت ہیں ایک سرخۂ ثمود جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اے علی دوسرا بڑا بدبخت وہ ہو گا جو تیرے درمیاں سر پر تلوار مارے گا جس سے تیری ڈاڑھی تر ہو جائے گی یہ حدیث حضرت علی وصہیب وجابر بن سمرہ وغیرہم سے بھی مروی ہے۔

حدیث (۱۸)

اخوج الحاکم وصححہ والبیہقی عن ام سلمۃؓ قالت ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خروج بعض امہات المومنین فضحکت عائشۃ فقال انظری یا حمیراء ان لا تکونی انت ثم التفت الی علی فقال ان ولیت من امرھا شیئاً فارفق بھا (الخصائص ج۲ ص۲۳۲)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ام المومنین کا خلیفۂ وقت کے خلاف خروج کرنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عائشہ ہنستی تو آپ نے فرمایا اے حمیراء دیکھ: وہ خروج کرنے والی تو نہ ہو پھر آپ نے حضرت علی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تو اس ام المومنین کے معاملہ کا مالک ہو تو اس سے نرمی کرنا

(فائدہ) غزوہ جمل کا حادثہ پیش نظر تھا آپ نے جیسے فرمایا ویسے ہوا حضرت علی نے ویسے کیا جیسے آپ نے فرمایا۔

حدیث (۱۹)

اخوج الشیخان عن ابی سعید ومسلم عن ام سلمہ وابی قتادہ ان رسول اللہ صلی

شیخین نے حضرت ابوسعید سے نیز مسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ابوقتادہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ هذا الحدیث متواتر رواہ من الصحابۃ بضعۃ عشر کما بینت ذالک فی الاحادیث المتواترۃ (الخصائص ج ۲ ص ۲۳۹)

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت عمار سے فرمایا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

فائدہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے جیسا کہ میں نے احادیث متواترہ میں نقل کیا۔

ازالۂ وہم شیعہ یہاں باغی گروہ سے اصطلاحی وشرعی باغی مراد نہیں بلکہ باغی از بغی ہے نہ از بغاوت یعنی وہ گروہ جو حق کا طالب ہوگا اور وہ واقعی حضرت امیر معاویہ وام المومنین اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان کے قصاص کی طلب میں حق بجانب تھے اگرچہ ان کا اجتہاد مبنی بر صواب نہ تھا اس کے اور جوابات فقیر کی تصنیف امیر معاویہ دیکھئے۔

حدیث (۲۰)

عن مولاۃ لعمار قالت اشتکی عمار شکوی

حضرت عمار کی خادمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمار بیمار ہوئے

نغشی علیہ فافاق ونحن	اور بے ہوش ہو گئے ان کو
نبکی حولہ فقال اتخشون	افاقہ ہوا تو ہم ان کے گرداگرد
ان اموت علی فراشی	رو رہے تھے فرمانے لگے کیا
اخبرنی حبیبی رسول	تمہیں ڈر ہے کہ میں بستر پر
اللہ صلے اللہ تعالیٰ	پڑا مر جاؤں گا (ایسا ہرگز نہیں
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم	ہو سکتا) میرے حبیب رسول
انہ تقتلنی الفئۃ	اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الباغیۃ وآخر ادمی	نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے ایک
من المدنیا مذقۃ من	باغی گروہ قتل کرے گا اور
لبن (رواہ البیہقی وابونعیم)	اس دنیا سے میری آخری غذا
(الخصائص ج ۲ ص ۲۳۹)	دودھ کا گھونٹ ہو گا۔

(فائدہ) حضور علیہ السلام کے علم غیب کی بات تو ہے ہی لیکن صحابی کا علم غیب پر کتنا پختہ عقیدہ ہے کہ میں اب نہیں مرونگا میرے مرنے میں دیر ہے کیونکہ وہ وقت نہیں جو حضور علیہ السلام نے بتایا (الحمد للہ ایسے عقائد ہم اہلسنت کو نصیب ہیں اسی لیے میرا مشورہ مان لیں کہ عقیدہ صحابیوں والا ہو وہابیوں والا نہ ہو۔

حدیث (۲۱)

عن ابی سعید الخدری	شیخین نے حضرت ابوسعید سے
قال بینا نحن عند النبی	روایت کیا فرمایا کہ ہم نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ	کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وعلی آلہ وسلم وھو یقسم
قسما اذا اتاہ ذوالخویصرۃ
فقال یا رسول اللہ اعدل
قال ویلک ومن یعدل
اذا لم اعدل خبت وخسرت
ان لم اعدل قال عمر
یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم ائذن لی فیہ
اضرب عنقہ فقال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
دعہ فان لہ اصحابا یحقر
احدکم صلاتہ مع
صلاتھم وصیامہ مع
صیامھم یقرءون القرآن
لا یجاوز تراقیھم یمرقون
من الاسلام کما یمرق
السھم من الرمیۃ آیتھم
رجل اسود احدی عضدیہ
مثل ثدی المرأۃ او مثل

کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ
مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے
تھے اچانک ذوالخویصرہ تمیمی
آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ
انصاف کیجیے آپ نے فرمایا
تجھ پر افسوس ہے اگر میں نے
انصاف نہ کیا تو اور کون انصاف
کرے گا تو خائب اور خاسر ہے
اگر میں نے انصاف نہ کیا حضرت
عمر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے
اجازت فرمایئے میں اس
کی گردن اڑا دوں تو رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم نے فرمایا چھوڑ اس
کے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں
سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی
نماز کے سامنے حقیر جانے گا
اور اپنے روزہ کو ان کے روزہ
کے سامنے حقیر جانے گا قرآن
مجید پڑھیں گے اور ان کے
حلق سے آگے نہیں جائے گا

البضعة تدردر يخر
جون على خير فرقة
من الناس قال ابو سعيد
فاشهد انی سمعت هذا
من رسول الله صلی
الله تعالیٰ علیه وعلیٰ
آله وسلم واشهد ان
علی بن طالب قاتلهم
وانا معه وامر بذلك
الرجل فالتمس فوجد فاتی
به حتی نظرت الیه
علیٰ نعت رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیه
وعلیٰ آله وسلم الذی
نعته واخرج ابو یعلی
وزاد فی آخره فقال علی
ایکم یعرف هذا فقال
رجل من القوم هذا –
حرقوص وامه ههنا
فارسل الی امه فقال
لها ممن هذا قالت

سارے اسلام پر عمل کر اس
سے اس طرح نکل جائیں گے
جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا
ہے ان کی نشانی ایک کالا شخص
ہوگا جس کا ایک بازو عورت
کے پستان کی طرح ہوگا یا فرمایا
کہ گوشت کے ٹکڑے کی طرح
تھرتھراتا ہوگا وہ لوگ لوگوں
میں سے بہترین جماعت کی
بغاوت کریں گے۔
حضرت ابو سعید نے فرمایا
کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ
بات میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
سنی اور یہ بھی گواہی دیتا
ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب
نے ان لوگوں سے جہاد کیا
اور میں آپ کے ساتھ جہاد
میں شریک تھا آپ نے حکم
دیا کہ اس کالے شخص کو تلاش
کرو جس کا بازو عورت کے

ما ادری الا انی کنت فی الجاھلیۃ ادعی غنما بالزبیدۃ فغشینی شئی کھیئۃ الظلمۃ فحملت منہ فولدت ھذا (رواہ البیہقی (الخصائص ص۲۵)

بستان کی طرح ہو تلاش کے بعد وہ مل گیا تو وہ آپ کے پاس لایا گیا تو میں نے اس کالے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت کے مطابق پایا۔

فائدہ ابو یعلی نے بعینہ یہی روایت بیان کی ہے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا تم میں سے کون شخص اس کالے کو جانتا ہے تو اس قوم میں سے ایک شخص بولا کہ یہ کالا قوص ہے اس کی ماں یہاں موجود ہے تو آپ نے ایک قاصد بھیجا جو اس کی ماں کو لایا آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرا بیٹا کس خاندان سے ہے وہ بولی کہ میں صرف یہ بات جانتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میں زبیدہ کے مقام پر بکریاں چرا رہی تھی تو اندھیرے کی طرح کسی چیز نے مجھے گھیر لیا تو میں حاملہ ہو گئی اور میرا یہ بیٹا پیدا ہوا۔

فوائد الحدیث (۱) ثابت ہوا کہ ہر گستاخ نبوت پر ولد الزنا ورنہ ولد الحرام ضرور ہوتا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ،، وہابی کی نشانی رسول اللہ کی زبانی)

(۲) حضرت عمر کی رائے میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا عیب نکالنے والا واجب القتل ہے۔

(۳) اس عیب نکالنے والے کے اور بھی ساتھی ہیں جن کا کام پاک لوگوں سے لڑنا اور انہیں متہم کرنا ہے

۴/ حضرت علی نے ایسے لوگوں سے جہاد کیا اور انہیں واجب القتل جانا
۵/ پاک لوگوں کی تنقید کرنے والے شیطان کے بیٹے ہوتے ہیں جس طرح وہ کالا شیطان کا بیٹا ثابت ہوا۔
۶/ ایسے لوگوں کے نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن اگرچہ پورے آداب سے ہوں ان کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔

حدیث (۲۲)

عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم للحسن ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین واخرج البیہقی من حدیث جابر مثلہ (الخصائص ج۲ ص۲۶۶)

حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی بڑی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

فائدہ:- یہ حدیث حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں چمکتے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے کہ آپ نے جسے فرمایا ویسے ہوا مخالفین کو بھی تسلیم ہے

حدیث (۲۳)

عن انس بن الحارث سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد ذالک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث الی کربلاء فقتل بھا مع الحسین (رواہ ابن السکن والبغوی وابو نعیم) (الخصائص ج ۲ ص۲۱۳)

حضرت انس بن الحارث نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا یعنی حسین اس سرزمین پر شہید ہوگا جس کا نام کربلاء ہوگا تم میں سے جو شخص اس وقت حاضر ہو وہ حسین کی مدد کرے تو حضرت انس بن الحارث کربلاء کو گئے اور وہیں حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے

حدیث (۲۴)

عن ابی سعید الخدری سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یکون خلف من بعد ستین سنۃ

حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سنا کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے جانشین ہوں گے جو نماز

اضاعوا الصلاۃ واتبعو الشھوات فسوف یلقون غیا ثم یکون خلف یقرون القرآن لا یعدو تراقیھم (رواہ البیہقی) (الخصائص ج ۲ ص ۲۳۶)

کو ضائع کریں گے اور شہوتوں کی پیروی کریں گے وہ عنقریب جہنم کے طبقہ غیؔ سے جا ملیں گے پھر ایسے جانشین ہوں گے کہ قرآن مجید پڑھیں گے وہ ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا

(فائدہ) ظاہر تو قرآن و اسلام کیرینگے لیکن اندرون خانہ ان کا مقصد کچھ اور ہوگا۔ جیسے آج ہو رہا ہے کہ بہت سی پارٹیاں قرآن کا نام لیکر سیاست و دیگر کاروبار چلا رہے ہیں۔

حدیث (۲۵)

عن ابی ھریرۃ یرویہ ویل للعرب من شر قد اقترب علی رأس الستین تصیر الامانۃ غنیمۃ والصدقۃ غرامۃ والشھادۃ بالمعرفۃ والحکم بالھوی (رواہ الحاکم وصححہ) الخصائص ج ۲ ص ۲۳۷)

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ عرب برباد ہو گیا کہ برائی ۶۰ھ کے آخر میں آنے والی قریب آگئی امانت غنیمت بن جائے گی اور گواہی جان پہچان کی بناء پر ہوگی اور فیصلہ نفسانی خواہش سے ہوگا۔

حدیث (۲۶)

عن ابن عباس قال حدثتنی
ام الفضل قالت مررت
بالنبی صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انک حامل
بغلام فاذا ولدت فأتنی
بہ قلت یا رسول اللہ
انی ذالک وقد حالفت
قریش ان لا یاتو النساء
قال ھو ما قد اخبرتک
قالت فلما ولدتہ
اتیتہ بہ فاذن فی
اذنہ الیمنی واقام
فی الیسری والباہ من
ریقہ وسماہ عبد اللہ
وقال اذھبی بابی الخلفاء
فاخبرت العباس فاتاہ
فذکر لہ فقال ھو ما
اخبرتک ھذا ابو الخلفا
حتی یکون منھم السفاح

حضرت ابن عباس سے روایت
ہے فرمایا کہ مجھے ام الفضل نے
حدیث بیان کی ہے کہ میں رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے قریب سے گزری تو آپ
نے فرمایا کہ تجھے عنقریب ایک
لڑکے کا حمل ہوگا جب وہ
لڑکا پیدا ہو اسے میرے پاس
لانا میں نے کہا یا رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم یہ بات کہاں ہو سکتی
ہے قریش نے تو قسمیں کھالی
ہیں کہ عورتوں کے قریب نہیں
آئیں گے تو آپ نے فرمایا
بات وہی ہوگی جو میں نے کہہ
دی ہے فرماتی ہیں کہ جب میرا
لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے آپ
کے پاس لائی تو آپ نے
اس کے دائیں کان میں اذان

حتی یکون منهم المهدی حتی یکون منهم من یصلی بعیسٰی علیہ السلام (رواہ ابو نعیم الخصائص ج ۲ ص ۲۰۲)

اور بائیں میں اقامت کہی اور آپ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ بادشاہوں کے باپ کو لے جا میں نے یہ بات اپنے شوہر عباس کو بتائی تو وہ آپ کے پاس آئے اور یہ ذکر چھیڑا تو آپ نے فرمایا بات وہی ہے جو میں نے بتادی ہے یہ بچہ بادشاہوں کا باپ ہے ان میں سفاح ہوگا اور ان میں مہدی ہوگا اور ان میں وہ شخص بھی ہوگا جو عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا"

فوائد الحدیث:

(۱) جو لوگ کہتے ہیں کہ علوم خمس جن میں ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی بھی ہے کسی کے لیے ماننا شرک ہے وہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کر سکتے ہیں تو کریں اس لیے کہ اس حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وقت پیدائش سے پہلے ان کا نہ صرف پیدا ہونا بتایا بلکہ ان میں خلافت کا اجمالی خاکہ بھی واضح فرما دیا یہاں تک کہ تا قیامت تمام خلفاء و ملوک کی نشاندہی فرمائی۔

(۲) اس روایت کے راوی بھی خود ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو روایت کی مضبوطی کے لیے ان کا اپنا بیان بھی حجت کے لیے کافی ہے

(۳) طرفہ یہ کہ قریش کی قسم کے توڑنے کی خبر اور حضور علیہ السلام کا اپنے تصرف و اختیار کا اشارہ بھی فرمایا۔

حدیث (۲۷)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ان اھل مکۃ سألوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ ان یریھم آیۃ فاراھم انشقاق القمر شقتین حتی راؤ احراء بینھما (متفق علیہ)
(مواہب ج ا ص ۳۵۶)

بخاری و مسلم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اپنے نبی ہونے کی کوئی نشانی دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کا دو ٹکڑے کرنا دکھایا حتیٰ کہ اہل مکہ نے حراء پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیاں دیکھا

فائدہ اہل مکہ جانتے تھے کہ نبی ہی آسمانی اشیاء پر تصرف کر سکتا ہے لیکن جب آپ کا یہ تصرف انہوں نے دیکھ لیا تو ازراہِ عناد کہنے لگے یہ جادو ہے حدیث انشقاقِ قمر کو محدثین نے متعدد طرق سے نہایت اعلیٰ درجہ کی حدیث مانا ہے افسوس ہے ہمارے دور میں مودودی نے حدیث کو صحیح مان کر حضور علیہ السلام کے لیے معجزہ ہونے کا انکار کردیا اور لکھا کہ یہ ایک حادثہ تھا (معاذ اللہ) تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف تحقیق شق القمر۔

حدیث (۲۸)

عن اسماء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ

طحاوی نے مشکل الحدیث میں حضرت اسماء بنت عمیس

وسلم كان يوحى اليه
وراسه فى حجر على رضى الله
تعالى عنه فلم يصل
العصر حتى غربت الشمس
فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
اصليت يا على فقال لا
فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
اللهم انه كان فى طاعتك
وطاعة رسولك فاردد
عليه الشمس قالت اسماء
فرأيتها غربت ثم
رأيتها طلعت بعد ما
غربت ووقعت على الجبال
والارض وذالك فى الصهباء
فى خيبر (رواه الطحاوى)
(مواهب ج ١ ص ٣٥٨)

سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا
تھا اور آپ کا سر مبارک حضرت
علی کی گود میں تھا تو حضرت علی
نے عصر کی نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ
سورج غائب ہو گیا تو رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے فرمایا اے علی کیا تو نے نماز
پڑھی ہے؟ حضرت علی نے کہا
نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے دعاء فرمائی
اے اللہ! بے شک علی تیری
طاعت میں اور تیرے رسول کی
طاعت میں تھا تو اس پر سورج
کو واپس لوٹا دے حضرت اسماء
فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ
سورج غروب ہو گیا ہے پھر دیکھا
کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا
ہے اور اس کی دھوپ، زمین اور پہاڑوں پر پڑنے لگی ہے یہ واقعہ
مقام صہباء خیبر میں ہوا۔

فائدہ | دوسری روایتوں میں یہ الفاظ آئے کہ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ آپ کے اشارہ سے سورج واپس لوٹا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کی مبارک انگلیوں سے بندھا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۹

عن علی بن ابی طالب قال کنت امشی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیھا فما استقبلہ شجر ولا حجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم لما استقبلنی جبریل بالرسالۃ جعلت لا امر بحجر ولا شجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ رواہ البزاز وابو نعیم وعن جابر بن عبد اللہ قال لم یکن

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں چل رہا تھا ہم اس کے اطراف میں نکلے تو جو درخت اور پتھر آپ کے سامنے آیا آپ کو السلام علیک یا رسول کہا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام میرے پاس پیغام لایا تو میں جس درخت یا پتھر سے گزرتا وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے

النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
یمر بحجر ولا شجر الا سجد
لہ (مواہب ج ا ص ٣٦١ رواہ
الترمذی والدارمی والحاکم وصححہ)

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
جس پتھر یا درخت سے گزرتے
تو وہ آپ کو سجدہ کرتا۔

(فائدہ) اس حدیث سے متعدد معجزات اور کمالات مصطفیٰ صلے اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کا ذکر ہے۔

(فائدہ) اس حدیث حاکم نے جید
سند کے ساتھ روایت کیا)

حدیث (٣٠)

عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال کنا مع
النبی صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
فی سفر فاقبل اعرابی فلما
دنی منہ قال لہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
این ترید قال الی اھلی
قال ھل لک الی خیر
قال وما ھو قال تشھد
ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ ہم ایک
سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک
اعرابی سامنے آیا تو جب آپ
سے قریب ہوا تو آپ نے
اسے فرمایا کہ تم نیکی چاہتے ہو؟
اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ
لاشریک ہونے کی اور محمد کیلئے
بندہ اور اس کے رسول ہونے
کی گواہی دے وہ بولا تمہاری

لا شریک له وان محمدًا
عبده ورسوله قال هل
لك من شاهد علی ما
تقول قال رسول الله
صلی الله تعالی علیه
وعلی آله وسلم وهی
علی شاطئ الوادی فاقبلت
تخد الارض خدا فاستشهدها
ثلاثا فشهدت ثم رجعت
الی منبتها الحدیث
(مواهب ج ۱ ص ۳۶۲)

اس بات کا کوئی گواہ ہے
آپ نے فرمایا یہ درخت
وہ درخت وادی کے کنارہ پر
تھا آپ نے اسے بلایا تو
زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا آپ
نے تین مرتبہ اس سے گواہی
طلب کی تو اس نے گواہی دی
پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حدیث (۳۱)

عن ابن عباس رضی الله
تعالی عنهما قال جاء اعرابی
الی رسول الله صلی
الله تعالی علیه وعلی
آله وسلم فقال بم
اعرف انك رسول الله
صلی الله تعالی علیه
وسلم قال ان دعوت

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ
ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا
تو عرض کیا کہ میں کس بات سے
جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے
رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ کھجور
کے خوشہ کو اگر اس کھجور کے
درخت سے نیچے بلا لوں تو میرے

هذا العذق من هذه
النخلة اتشهد انی رسول
اللہ فدعاہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فجعل ینزل من
النخلۃ حتی سقط الی
النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ثم قال
ارجع فعاد فاسلم الاعرابی
رواہ الترمذی وصححہ فی
حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی
ثم سرنا حتی نزلنا منز
لا فنام النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فجاءت
شجرۃ تشق الارض حتی
غشیتہ ثم رجعت
الی مکانہا فلما استیقظ
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ذکرت
لہ فقال ھی شجرۃ استاذنت
ربہا فی ان تسلم علی

رسول اللہ ہونے کی گواہی دے
گا؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اسے بلایا تو وہ
خوشہ کھجور کے درخت سے
نیچے اترنے لگا یہاں تک کہ
آپ کے پاس آگرا پھر آپ
نے اسے فرمایا کہ اب واپس چلا
جا تو واپس چلا گیا اعرابی مسلمان
ہو گیا یعلی بن مرہ فرماتے ہیں
کہ ہم نے پھر چلنا شروع کیا
حتیٰ کہ ایک منزل پر اترے
تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سو گئے آپ کی نیند کی
حالت میں ایک درخت زمین
کو چیرتا ہوا آپ کے پاس
آیا اور آپ کو گھیر لیا پھر اپنی
جگہ پر واپس چلا گیا جب آپ
جاگے تو میں نے آپ کی خدمت
میں درخت کا آنا بتایا آپ نے
فرمایا یہ وہ درخت ہے جس
نے رب تعالیٰ سے میرے

فاذن لہا الحدیث رواہ البغوی فی شرح السنۃ (مواہب ج ۱ ص ۳۶۳)

سلام کی اجازت لی ہے تو رب تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی ہے۔

حدیث (۳۲)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان اہل بیت من الانصار لہم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیہم فمنعہم ظہرہ وان الانصار جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا انہ کان جمل نسنی علیہ وانہ استصعب علینا ومنعنا ظہرہ وقد عطش النخل والزرع فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لاصحابہ قوموا فقاموا فدخل الحائط والجمل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ انصار کے ایک خاندان کا ایک اونٹ تھا جس سے وہ اپنی کھیتی اور باغ کو پانی پلایا کرتے تھے وہ اونٹ سرکش ہو گیا کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا وہ انصار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا اونٹ تھا جس سے ہم پانی پلایا کرتے تھے وہ سرکش ہو گیا ہے اور سوار نہیں ہونے دیتا کھجوریں اور کھیتی خشک ہو رہے ہیں تو آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے

في ناحية فمشى رسول
الله صلى الله تعالى
عليه وعلى آله وسلم
نحوه فقالت الانصار
يا رسول الله صلى
الله تعالى عليه وعلى
آله وسلم قد صار مثل
الكلب وانا
نخاف ابيك صولته
فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وعلى
آله وسلم ليس على منه
بأس فلما نظر الجمل الى
رسول الله صلى الله
تعالى عليه وعلى آله
وسلم اقبل نحوه حتى خر سا
جداً بين يديه فاخذ
رسول الله صلى الله
تعالى عليه وعلى آله وسلم
بناصيته اذل ما كان
قط حتى ادخله في العمل

آپ ان کے باغ میں داخل ہوئے
اور اونٹ اس کے ایک کونہ میں
تھا تو آپ اس طرف چلے
انصار نے کہا یا رسول اللہ! وہ
تو دیوانے کتے کی طرح ہے ہمیں
ڈر ہے کہ آپ پر حملہ نہ کرے
آپ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی
خوف نہیں جب اونٹ نے
آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف
آیا آتے ہی آپ کو سجدہ کیا
آپ نے اس کی پیشانی پکڑی
تو وہ نہایت عاجزی سے
جھک گیا آپ نے اسے کام
میں لگا دیا تو صحابہ نے کہا یا
رسول اللہ! یہ بے عقل جانور
آپ کو سجدہ کرتا ہے پھر عقل
مند ہوتے ہوئے آپ کو سجدہ
کرنے کے زیادہ مستحق ہیں آپ
نے فرمایا کسی انسان کے لیے
جائز نہیں کہ دوسرے انسان
کو سجدہ کرے اگر اس طرح

فقال له اصحابه یارسول الله
هذا بهیمة لا تعقل تسجد لك
ونحن نعقل فنحن احق ان
نسجد لك فقال رسول
الله صلی الله تعالیٰ علیه
وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد
لبشر لو صلح لبشر ان
یسجد لبشر لامرت المرأة
ان تسجد لزوجها من عظم
حقه علیها رواه احمد
والنسائی (مواهب ج ۱ ص ۳۶۶)

جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم
دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ
کرے کیوں کہ عورت پر مرد
کے بڑے حقوق ہیں۔

حدیث (۳۳)

وروی البغوی فی شرح
السنة واحمد وابونعیم
بسند صحیح عن ابی هریرة
قال جاء ذئب الی راعی غنم
فاخذ منه شاة فطلبه
الراعی فانتزعها منه قال
فصعد الذئب علی تل فاقعی
واستثفر وقال عمدت

حضرت ابوہریرہ سے روایت
ہے کہ ایک بھیڑیا بکریاں چرانے
والے کی طرف آیا اس ریوڑ
سے ایک بکری لے لی چرواہے
نے بھاگ کر بکری اس سے چھین
لی وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ
کر دم کو دو پاؤں کے درمیان
دے کر بیٹھا اور کہنے لگا کہ

الی رزق رزقنیہ اللہ
اخذتہ ثم انتزعتہ
منی فقال الرجل تااللہ
ان رأیت کالیوم ذئب
یتکلم فقال الذئب اعجب
من ھذا رجل فی النخلات
بین الحوتین یخبرکم بما
مضی وما ھو کائن بعدکم
ولا تتبعونہ قال وکان
الرجل یھودیا فجاء الی
النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فاخبرہ
واسلم فصدقہ النبی
صلے اللہ تعالی علیہ
وعلی آلہ وسلم قال
القاضی عیاض وفی بعض
الطرق عن ابی ھریرۃ
فقال الذئب انت
اعجب منی واقفا علی
غنمک وترکت نبیا لم
یبعث اللہ قط اعظم

میں نے تو اللہ تعالی کا دیا رزق
لیا تھا لیکن تو نے مجھ سے وہ
چھین لیا ہے وہ چرواہا بولا
اللہ کی قسم آج کی طرح میں نے
کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا بول
رہا ہے بھیڑیئے نے کہا میرے
بولنے سے زیادہ تعجب ناک
بات یہ ہے کہ ایک شخص
ان کھجوروں میں دو پتھریلی زمینوں
کے درمیان موجود ہے جو تم کو
سب گزشتہ چیزوں کی اور
آئندہ ہونے والی سب باتوں
کی خبر دیتا ہے اور تم اس
کا اتباع نہیں کرتے
وہ چرواہا یہودی تھا تو وہ
آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ کو واقعہ بتایا اور
مسلمان ہو گیا تو نبی کریم صلے
اللہ تعالی علیہ وسلم نے
اس شخص کو اس واقعہ کے
بیان میں سچا قرار دیا قاضی

منه عنده قدر؟
وقد فتحت له ابواب
الجنة واشرف اهلها
على اصحابه ينظرون
قتالهم وما بينك وبينه
الا هذا الشعب فتصير
من جنود الله قال
الراعي من لي بغنمي
قال الذئب انا ارعيها
حتى ترجع فاسلم الرجل
اليه غنمه ومضى وذكر
قصته واسلامه ووجوده
النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم يقاتل
فقال له النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم
يقاتل فقال له النبي
صلى الله تعالى عليه
وسلم عُد الى غنمك
تجدها بوفرها فوجدها
كذالك وذبح للذئب

عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
حضرت ابوہریرہ کی ایک
اور روایت بیان فرمائی وہ یہ
کہ بھیڑیے نے کہا کہ تو مجھ
سے زیادہ تعجب ناک ہے کہ
اپنی بکریاں لیے کھڑا ہے اور
اس کے لیے جنت کے دروازے
کھول دیئے گئے ہیں اور جنت
والے اس نبی کے صحابہ کا جہاد
شوق سے دیکھ رہے ہیں
تیرے اور اس نبی کے درمیان
فقط یہ پہاڑی شعب ہے
اگر تو اس کے پاس جاتا تو
الٰہی فوج سے شمار ہوتا۔
چرواہے نے کہا میری بکریوں
کا ذمہ دار کون ہے؟ بھیڑیے
نے کہا تیرے واپس آنے
تک تیری بکریاں میں چراؤں
گا اس شخص نے بکریاں اس
بھیڑیے کو سپرد کر دیں اور
وہاں سے چل پڑا اس شخص

شاۃ منہما (مواہب ج ا ص ۳۶۸) نے اپنا قصہ بیان کیا کہ میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اور آپ کو
جہاد میں پایا آپ نے اسے فرمایا تو اپنی بکریوں کی طرف واپس
جا تو ان سب کو صحیح وسالم پائے گا پھر وہ گیا تو بکریوں کو صحیح
وسالم پایا تو اس چرواہے نے اپنی خوشی سے ایک بکری ذبح کر کے
بھیڑیے کو دے دی۔

حدیث (۲۴)

وروی البیہقی فی الدلائل
عن جابر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال کنا مع رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ فی سفر فاصابنا
عطش فجئنا الی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال فوضع یدہ
فی تور من ما بین یدیہ
قال فجعل الماء ینبع
من بین اصابعہ کانہ
العیون قال خذوا بسم
اللہ فشربنا فوسعنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ ہم ایک سفر
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں
بہت پیاس لگی تو ہم آپ کی
خدمت میں آئے حضرت جابر
فرماتے ہیں کہ آپ نے پانی
کے ایک جام میں اپنا ہاتھ رکھا
جو جام آپ کے سامنے موجود
تھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے
درمیان سے چشمہ کی ابلنے لگا
آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ
کر استعمال کرو تو ہم نے پانی

وکفانا ولو کنا مائة الف
لکفانا قلت لجابر کم کنتم
قال الفا وخمسمائة
(مواہب ج ۱ ص ۳۷۱)

پیا، ہمارے لیے وہ پانی وسیع
اور کافی ہو گیا اگر ہم ایک لاکھ
ہوتے تو پھر بھی ہمیں کافی تھا حضرت
جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے
تو فرمایا کہ ہم پندرہ سو تھے

حدیث (۳۵)

عن جابر فی غزوۃ الخندق
قال فانکفأت الی امرأتی
فقلت هل عندك شئ
فانی رأیت بالنبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم خمصا شدیدا
فاخرجت جرابا فیہ صاع
من شعیر ولنا بہیمة
داجن فذبحتها وطحنت
الشعیر حتی جعلنا اللحم
فی البرمة ثم جئت النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم فساررتہ
فقلت یا رسول اللہ ذبحنا

غزوہ خندق میں حضرت جابر
سے روایت ہے کہ میں اپنی
بیوی کی طرف واپس لوٹا اور
کہا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے
میں نے تو رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں سخت بھوک
محسوس کی ہے اس نے جو کی
ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع
جو تھے اور ہمارا ایک پالتو بیلا
بھی تھا میں نے وہ بیلا ذبح
کیا اور میری بیوی نے وہ جو
پیس لیے حتیٰ کہ ہم نے گوشت
ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی کریم
صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بهیمة لنا وطحنت صاعا
من شعیر فتعال انت
ونفر معک فصاح النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم یا اهل
الخندق ان جابرا صنع
سورا فحی هلا بکم فقال
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم لا تنزلن
برمتکم ولا تخبزن
عجینکم حتی اجیٔ یرجال
فاخرجت له عجینا فبصق
فیه وبارک ثم عمد الی
برمتنا فبصق وبارک
ثم قال ادع خابزة
فلتخبز معک واقدحی
من برمتکم ولا تنزلوها
وهم الف فاقسم باللہ
لقد اکلوا حتی ترکوہ
وانحرفوا وان برمتنا
لتغط کما هی وان عجیننا

کی خدمت میں حاضر ہوا اور
آہستہ اور خفیہ طور عرض کیا یا
رسول اللہ! ہم نے ایک لیلا
ذبح کیا ہے اور ایک صاع
بھی یعنی چار سیر جو پیسے ہیں
اس لیے آپ تشریف لائیں اور
کے ساتھ پانچ سات آدمی بھی
آجائیں تو نبی صلے اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم نے پکار کر فرمایا
اے خندق والو! جابر نے کھانا
پکایا ہے تم سب آجاؤ آپ
نے فرمایا ہانڈی کو نیچے نہ اتارنا
اور آٹے کی روٹی نہ پکانا جب
تک میں ان لوگوں کو لے کر نہ
آجاؤں جب آپ تشریف
لائے تو میری بیوی نے وہ
آٹا نکالا آپ نے اس میں
تھوکا اور برکت کی دعا فرمائی
پھر ہانڈی کے پاس آئے تو
اس میں بھی تھوکا اور برکت
کی دعا فرمائی حضرت جابر کی

لیخبز کما هو رواہ البخاری ومسلم (مواہب ج ۱ صفحہ ۳۷۴)

بیوی سے فرمایا کہ ایک روٹی پکانے والی بلائے جو تیرے ساتھ مل کر روٹی پکائے اور ہانڈی سے پیالے بھرتے جاؤ اور اسے نیچے مت اتارو ان اصحاب کی تعداد ایک ہزار تھی اللہ کی قسم سب لوگوں نے کھایا اور باقی چھوڑ کر واپس چلے گئے لیکن ہماری ہانڈی ویسی کی ویسی پُر تھی اور ہمارا آٹا وہی کا وہی موجود تھا۔

(فائدہ) سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بے انتہا معجزات کو پڑھنے سے ہر عاقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ دنیا ومافیہا کے مالک بنا دیئے گئے ہر چیز میں جس قسم کا تصرّف فرمائیں آپ کو قدرت حاصل ہے ہاں ان تصرفات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے آپ ان تصرفات کے خالق نہیں ماذون و مختار من اللہ ہیں کہ جب چاہیں جسے چاہیں تصرف فرمائیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب تصرفات اور اختیار الکل چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت خزیمہ کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا

(۲) ابو بردہ بن نیار کو ماہ بکرا قربانی کرنے کی اجازت فرمائی۔

(۳) ام عطیہ کو ایک خاندان کی اعانت کے لیے نوحہ کی اجازت فرمائی

(۴) بڑی عمر کے ایک شخص سالم مولی ابی حذیفہ کو سہلہ کا دودھ پلا کر سالم کو بیٹا اور سہلہ کو ماں قرار دیا۔

(۵) احاطۂ حرم سے درخت اور گھاس کاٹنا منع فرمایا تو حضرت عباس

ے اس معجزہ کی تفصیل فقیر نے المعجزات میں لکھی اس میں تاریخ خمیس کے حوالہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے جابر کے دو مردہ بیٹے زندہ کیے ۱۲ = اویسی غفرلہٗ

نے اذخر کا استثنا چاہا تو آپ نے اذخر کو مستثنٰے فرما دیا

(۶) ایک صحابی کو پانچ نمازوں کے بجائے دو نمازوں کی اجازت بخشی

(۷) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بحالت جنب مسجد میں آنے جانے کی اجازت فرمائی

(۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تا حیات دوسری کسی عورت کرنے سے روک دیا وغیرہ وغیرہ۔

حدیث (۳۶)

عن نصر بن عاصم عن رجل منھم انہ اتی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسلم علی انہ لا یصلی الا صلوتین فقبل ذالک منہ۔	حضرت نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان کا ایک شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس شرط پر مسلمان ہوا کہ میں صرف دو نمازیں پڑھا کروں گا

تو آپ نے اس کی یہ شرط قبول فرمالی (زرقانی شرح مواہب)

فوائد الحدیث نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو من حیث البشر صرف بشر سمجھ کر مجبور محض ماننا کفار کا شیوہ تھا حالانکہ آپ کو من حیث النبوۃ ماننے کا نام ایمان ہے حضور علیہ السلام کو من حیث النبوۃ ماننے کے لیے محدثین نے شرائط لکھے ہیں چنانچہ شرح مواہب میں ہے کہ

قال الحکماء الاسلامیون	مسلمان حکماء نے کہا کہ ہر نبی

لابد فی النبی من ثلاثة
شروط احدها الاطلاع
علی المغیبات وهذا باتصال
روحه بالملائکة المقربین
ای العقول المنتقشة
بصور الکائنات وثانیها
ان یطیعه هیولی العناصر
فیتصرف فیها من قلب
الهواء ماءً واحداث
السحب والامطار والزلازل
والصواعق وهذا لان کل
نفس فهی متصرفة فی
بدنها فلا یبعد عن
النفس القویة المجردة
متمثلة ویسمع کلامهم
وحیا ولکن لا وجود لصورهم
وکلامهم الا فی الحس المشترک
کالرویاء الا ان غیرهم
لا یجد نحو ذالک الا فی
النوم وهم یجدون ذالک
فی الیقظة لقوة نفوسهم

میں تین شرطوں کا پایا جانا
ضروری ہے ایک یہ کہ اسے
غیوب پر اطلاع ہو یہ اس
لیے کہ اس کی روح مقربین فرشتوں
سے ملی ہوئی ہے یعنی وہ عقلیں
جن میں کائنات کی سب صورتیں
منقوش ہیں دوسری شرط یہ
ہے کہ عناصر کا ہیولیٰ اس کا
فرماں بردار ہو وہ نبی اس ہیولیٰ
میں جس طرح چاہے تصرف
کرے یعنی ہوا کو پانی بنادے
بادل اور بارشیں پیدا کرے
اور زلزلے اور کڑکیں ظاہر
کرے کیونکہ ہر روح اپنے بدن
میں متصرف ہے تو طاقت
ور روح سے یہ بعید نہیں کہ
وہ دوسرے جسم میں تصرف
کرے اور تیسری شرط یہ ہے
کہ وہ نبی مجردات کو صورتِ
مثالیہ میں دیکھے اور پوشیدہ
طور پر ان کی بات سنے لیکن ان

کی صورتوں کا اور ان کی بات کا وجود فقط نبی کی حس مشترک ہی میں ہوتا
غیر نبی ایسی چیزوں کو خواب ہی میں دیکھتے ہیں اور نبی اپنی روحانی طاقت
سے بیداری میں محسوس کرتے ہیں۔

ایسے ہی حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

وهو يختص بانواع من الخواص احدها ان يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله وصفاته والملائكة والدار الآخرة لا كما يعلمه غيره بل مخالفا له بكثرة المعلومات وبزيادة اليقين والتحقيق والكشف والثاني ان له في نفسه صفة بها تتم له الافعال الخارقة للعادات كما ان لنا صفة بها تتم حركات المقرونة بارادتنا وباختيارنا وهي القدرة وان كانت القدرة والمقدور جميعا من فعل الله تعالى والثالث ان له صفة بها يبصر الملائكة

نبی کی چند خصوصیات ہیں جو غیر نبی میں موجود نہیں ہوتیں ایک یہ کہ نبی اللہ تعالیٰ اور اس کے صفات اور ملائکہ اور دار آخرت سے تعلق رکھنے والے امور کی حقیقتوں کو جانتا ہے اس طرح نہیں جس طرح دوسرے جانتے ہیں بلکہ اس کا علم غیر کے علم سے کثرتِ معلومات اور بہت زیادہ یقین و تحقیق و کشف میں ممتاز ہوتا ہے دوسری خصوصیت نبی میں یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایک ایسی صفت موجود ہوتی ہے جس سے اس کے معجزات کی تکمیل ہوتی ہے جس طرح ہم دوسرے انسانوں میں ایک صفت ہوتی ہے جس سے

ويشاهدهم كما ان للبصير
صفة بها يفارق الاعمى
حتى يدرك بها المبصرات
والرابع ان له صفة بها
يدرك ماسيكون في
الغيب اما في اليقظة
او في المنام اذ بها يطالع
اللوح المحفوظ فيرى
مافيه من الغيب فهذه
كمالات وصفات يعلم
ثبوتها للانبياء
(احیاء علوم الدین جلد چہارم ص۱۹۴)

ہماری حرکات ارادیہ و اختیاریہ
پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں وہ صفت
قدرت ہے اگرچہ قدرت اور
مقدور دونوں اللہ تعالیٰ کے
فعل سے ہیں یعنی نبی خوارق اور
معجزات پر اس طرح قدرت رکھتا
ہے جس طرح ہم اپنے حرکات
ارادیہ پر پوری قدرت رکھتے
ہیں نبی میں تیسری خصوصیت
یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایک
صفت ہوتی ہے جس سے
وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے اور
ان کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح آنکھوں والے میں دیکھنے کی صفت
ہوتی ہے اور اسی صفت کی وجہ سے وہ اندھے سے ممتاز ہوتا
ہے یعنی نبی فقط بینا اور باقی ساری امت کے افراد اس
کی نسبت نابینا ہوتے ہیں۔ نبی میں چوتھی خصوصیت یہ ہوتی ہے
نبی میں ایک ایسی صفت بھی ہوتی ہے جس سے غیب کی آئندہ
باتوں کو جان لیتا ہے یہ اس کا جاننا بیداری میں یا نیند میں ہوتا
ہے اسی صفت کی وجہ سے نبی لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے
اس میں جو غیب ہیں ان سب کو دیکھتا ہے یہ ایسے کمالات
ہیں جن کا ثبوت انبیاء کے لیے یقینی ہے"۔

علم غیب برائے نبوت کا انکار

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے علم غیب (عطائی) کا انکار آج نہ صرف وہابیوں دیوبندیوں کو ہے بلکہ خود سرور کونین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین کو تھا آپ کے بعد خوارج و معتزلہ کو پھر ابن تیمیہ کو اب وہابیوں دیوبندیوں کو

عقیدۂ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ

دور حاضرہ میں وہابی دیوبندی صریح آیات واحادیث کو بھی توڑ مروڑ کر علم غیب للرسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے انکار ہی انکار کرتے ہیں لیکن سلف صالحین کا طریقہ تھا کہ بعض وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے لیے ہیں ان میں سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کے اثبات کی کوشش فرماتے ہیں چنانچہ آیۃ الکرسی میں ،، یعلم ما بین ایدیہم الایۃ کی ضمیر یَعْلَمُ حضور علیہ السلام کی طرف لوٹائی ہے کما قال مولانا اسماعیل الحقی فی تفسیرہ روح البیان، ویمکن ان یکون الھاء کنایۃ عنہ علیہ السلام یعنے اس میں احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے حضور علیہ السلام مراد ہوں اس کی تائید تفسیر نیشا پوری سے بھی ہوتی ہے کما قال تحت ھذہ الآیۃ ،، یعلم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بین ایدھم من اولیات الامر من قبل الخلائق و ما خلفھم من احوال القیامۃ یعنے حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے اور جو مخلوق کے بعد قیامت میں ہیں سب کو جانتے ہیں ۔

منافقین کی چال

اور یہ چال منافقوں کی تھی کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب،

کو واضح بیان کرنے کے باوجود بھی انکار کر دیتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ
قرآن میں فرمایا۔

وما کان اللہ لیطلعکم	اور اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی	پر تمہیں آگاہ نہیں کرتا بلکہ
من رسلہ من یشاء فآمنوا	اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے
باللہ ورسلہ وان تؤمنوا	چاہتا ہے چن لیتا ہے اگر
وتتقوا فلکم اجر عظیم	تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری
(سورہ آل عمران رکوع ۱۸)	کرو تو تمہارے بہت بڑا اجر ہے

فائدہ اس آیت کا شان نزول اکثر تفاسیر میں حضرت سُدّی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یوں مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم: عرضت علیّ امتی فی صورہا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یؤمن بی ومن یکفر میری امت اپنی اصلی صورتوں میں مٹی میں تھیں میرے روبرو پیش کی گئی حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کی گئی تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا کہ جو مجھ پر ایمان لائیگا اور جو انکار کریگا منافقوں نے جب یہ بات سنی تو ہنسی ومذاق کرتے ہوئے کہا،، زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم یعلم من یؤمن بہ ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا،، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ اسے علم ہے کہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے کہ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا ہم تو ان کے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں ہماری تو اسے کوئی خبر بھی نہیں یہ بات نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ناراض ہو کر منبر پر تشریف

لا کر فرمایا حمد وثنا کے بعد" ما بال اقوام طعنوا فی علمی" ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم وغیب پر طعن کرتے ہیں لا تسألونی عن شئی فیما بینکم وبین الساعۃ الا نبأتکم بہ" مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہو پوچھ سکتے ہو میں ان کو ذرہ ذرہ کی خبر دوں گا حضرت سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذافہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر کہنے لگے رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفی اللہ عنک" ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور آپ سے جو آپ نے فرمایا فھل انتم منتھون" کیا تم کچھ اور نہیں پوچھنا چاہتے تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی اس کے بعد منبر شریف سے اترے تو اسی وقت مذکورہ آیت اتری کذا فی معالم التنزیل تفسیر نیشاپوری وروح المعانی وکبیر ولباب النقول واسباب النزول للواحدی وغیرہا حضرت ابن عباس اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی اور اکثر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب کفار اور منافقین کو ہے۔

انتباہ شان نزول کو غور سے پڑھئے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف پر طعنہ زن کون گستاخ بے ادب تھے اور پھر اس طعنہ سے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنا رنج اور غصہ ہوا اور مؤمن صحابہ کرام کی شان اس بارہ میں کس طرح تھی اب بھی وہابیہ دیوبندیہ علم غیب پر طعنہ زن ہیں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رنج وغصہ کی خبر قبر یا حشر میں معلوم ہوگی کہ جب فرمایا جائے گا" سحقا

سحقًا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ'' اور ہم بحمدہ صحابہ کرام کے طریق پر چل رہے ہیں کہ ہر غیب بتلانے پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ منکرین و مخالفین کے ساتھ شب و روز لڑائی و جھگڑا رکھتے ہیں باقی نطانت و تحقیقات علم غیب رسول فی القرآن میں دیکھئے۔''

حدیث (۳۷)

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم یوم القیمۃ وَاول من ینشق عنہ القبرُ وَاول شافعٍ وَاول مشفع (رواہ مسلم)

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دن قیامت کے آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہو گی۔''

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے فضل ہیں اہلسنت کا مذہب ہے کہ مسلمان آدمی فرشتوں سے افضل ہے اور حضور علیہ السلام تمام آدمیوں سے بلکہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

(۲) یہ بھی معلوم حضور صلے علیہ و آلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں ایک صفت یہ بھی ہے سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے اور سب سے پہلے شفاعت کرائیں گے اس سے پہلے آپ کی شفاعت مقبول ہو گی پس اگر کوئی دوسرا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے دور میں ایسے بدبخت پیدا ہو گئے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں محمد پیدا کر دے تو حرج نہیں ان پر ہمارا سوال ہے
کہ اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور محمد پیدا ہو تو ضرور ہے
کہ اس میں بھی یہ اولیت پائی جائے ورنہ وہ مثل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نہ ہوگا پھر اگر یہ اولیت اس میں بھی ہو تو لازم آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے جو اپنے آپ کو اول شافع واول مشفع کہا ہے (معاذ اللہ)
جھوٹ ہے کیوں کہ ایک دوسرا بھی اول شافع ہے فاللازم باطل
والملزوم مثلہ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل
نہ پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے اسی واسطے کسی بزرگ نے کہا ہے

مِثْلُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ لَا يُمْكِنُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مَنْ قَالَ بِالْإِمْكَانِ فَهُوَ كَافِرٌ

(ترجمہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ناممکن ہے جو اسے ممکن مانتا
ہے وہ گمراہ ہے تفصیل پڑھیے فقیر کی تصنیف الاکسیر فی امتناع النظیر

حدیث (۳۸)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مثلی ومثل الأنبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بہت خوبصورت محل بنا ہے اور اس میں سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جائے دیکھنے والے اسے دیکھیں

يتعجبون من حسن بنيانه	اور اس اینٹ کی جگہ کو دیکھ کر
الا موضع اللبنة فكنت	تعجب کریں ہیں نے اسس
انا سددت موضع اللبنة	اینٹ کی جگہ کو بند کیا میرے
ختم بی البنیان وختم بی	ساتھ وہ عمارت ختم کی گئی
الرسل وفی روایة فانا اللبنة	میرے ساتھ رسول بھی ختم
وانا خاتم النبیین علیه	کیے گئے ایک روایت ہے کہ

ہیں وہ اینٹ ہوں اور میں ہوں اور میں ہوں نبیوں کے ختم کرنے
والا یعنی آخری نبی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا

(فوائد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصر نبوت کی ایک اینٹ باقی تھی
جس کی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تکمیل ہو گئی
اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہ آیا ہے نہ آئندہ آئے گا اس لیے معلوم
ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی بننے والا جھوٹا ہے اور اس حدیث کے
خلاف ہے کیونکہ جب قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی جگہ تھی جو
حضور علیہ السلام نے پر کر دی تو دوسرا نبی کیسے آسکتا ہے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی پیدا
نہیں ہو سکتا کیونکہ خاتم النبیین بھی

دوسرا بھی حضور علیہ السلام جیسا ہو تو ضروری ہے کہ وہ خاتم النبیین ہو پھر اگر
وہی خاتم النبیین ہو تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کو خاتم النبیین کہا ہے اور خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے
آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے جھوٹ ہے اور جھوٹ اللہ تعالیٰ

پر محال ہے لہذا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا ہونا بھی محال ہے

حدیث (۳۹)

ام عطیہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے روایت ہے۔

قالت لما نزلت هذه الآية يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئاً ولا يعصينك في معروف قالت يا رسول الله الا آل فلان فانهم كانوا اسعدوني في الجاهلية فلا بدلي من ان اسعدهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا آل فلان (رواه مسلم) (صـ۳۰۳ 176 ا)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یبایعنک علی ان لا یشرکن) کہ اے نبی جب عورتیں آپکی بیعت اس شرط پر کریں کہ وہ شرک نہ کرے گی اور آپ کے حکم شرعی کی بے فرمانی نہیں کریں گی کہا اس نے کہ نیاحت یعنی نوحہ کرنا اسی میں تھا یعنی شرعی حکم کی نافرمانی تھی میں نے عرض کیا یارسول اللہ مگر فلاں آل کو مستثنے فرمائیں کہ انہوں نے جاہلیت میں میری موافقت کی تھی تو مجھے ضروری ہے کہ میں بھی ان سے موافقت کروں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (الا آل فلان مگر آل فلاں اس حکم سے مستثنٰی ہے۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل تھا کہ جس کو آپ چاہیں عموم حکم سے خاص کر لیں بین کرنا مطلقاً ممنوع ہے لیکن ام عطیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے رخصت دی اور وہ بھی آل فلاں کے لیے
جس سے معلوم ہوا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی سب کو بین کرنا حلال
نہیں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو بھی بجز آل فلاں کسی دوسری آل کے لیے
جائز نہیں امام نووی شارح مسلم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں
وللشارع ان یخص من العموم ما شاء۔ کہ شارع علیہ السلام جو چاہیں
عموم سے خاص کر سکتے ہیں سبحان اللہ! کیسا اختیار ہے عام حکم سے جس
کو چاہیں یا جو چاہیں آپ خاص کر سکتے ہیں کاش وہ لوگ جو حضور علیہ
السلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں تعصب کی عینک اتار کر اس حدیث میں
نظر کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر
وسیع اختیار ہے۔

حدیث (۴۰)

صحیح بخاری صـ۸۳۲ جلد ۲ میں براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال النبی صلے اللہ	فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ان اول	نے کہ اس دن عید الضحٰے کے
ما نبدء بہ فی یومنا	دن سب سے پہلے ہم نماز پڑھیں
ھذا ان نصلی ثم	گے پھر نحر کریں گے جس نے
نرجع فننحر من فعلہ	ایسا کیا اس نے ہماری سنت
فقد اصاب سنتنا ومن	پر عمل کیا اور جس نے نماز کے
ذبح قبل فانما ھو لحم	پہلے ذبح کیا وہ گوشت ہے
قدمہ لاھلہ لیس	جو اس نے اہل کے لیے آگے

من النسك فی شیئ، فقام ابو بردة و قد ذبح فقال ان
عندی جذعة قال اذبحها و لن تجزی عن احدٍ بعدك

(ترجمہ) بھیجا قربانی میں وہ نہیں ہے تو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے
ہوئے جو نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے عرض کی کہ میرے پاس
ایک جذعہ ہے آپ نے فرمایا تو اسے ذبح کر اور تیرے بعد کسی
کو جذعہ کا قربانی کرنا کافی نہیں ہوگا۔

(فائدہ) اس حدیث میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہوتا ہے
کہ جذعہ کا قربانی کرنا بجز ابو بردہ کے کسی کو جائز نہیں قرار دیا جس سے معلوم
ہوا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور تشریعیہ میں بھی اختیار
منجانب اللہ حاصل ہے۔

تتمہ آخری میں ایک حدیث عرض کر دوں جس میں شان رسالت
کا بیان صراحتہً اور صحابہ کرام کی فضیلت کنایۃً ہے۔
حدیث شریف میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو
بسائیں گے اور ان شہروں میں سے ایک
شہر کو بصرہ کہا جائے گا اگر تو اس شہر
کے پاس سے گزرے یا اس میں داخل ہو
تو اس شہر کی نمکین زمین اور ندی کے
ساحل اور کھجوروں کے باغات اور بازاروں

سے اور اس شہر کے امراء کے دروازوں
سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا اور بصرہ
کی ان زمینوں کو لازم پکڑنا جو ضواحی
کہلاتی ہیں کیونکہ بصرہ میں زمین کا دھنس
جانا اور پتھراؤ اور زلزلہ ہوگا اور ایک
قوم رات کو سوئے گی اور صبح کو اٹھے
گی تو بندر اور سؤر ہو جائے گی

(مشکوۃ ج ۲ صـ ۴۶۸)

(فائدہ) بصرہ عراق کا بہت ہی مشہور اور تاریخی شہر ہے ضواحی وہ ریتیلی زمین جو سورج کی روشنی میں چمکتی اور دور سے صاف نظر آتی ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ ہوں گی اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے مسخ نہیں کیے جائیں گے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں مسخ عام نہیں ہوگا کہ بنی اسرائیل کی طرح پوری پوری بستیاں مسخ کردی جائیں مگر مسخ خاص یعنی خاص خاص چند افراد کا مسخ تو اس امت میں بھی ہوگا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ فرقہ "قدریہ" میں سے کچھ لوگ مسخ کیے جائیں گے ممکن ہے کہ بصرہ میں کچھ لوگ فرقہ قدریہ کے آباد ہو گئے ہوں جن کو قہر خداوندی مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا

(اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ ۳۸۸)

گستاخان صحابہ کا انجام بد

(۱) مصر کے فاطمی دور حکومت میں ہر سال عاشوراء (دسویں محرم)

کے دن رافضیوں کا ایک گروہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے قبۂ مبارکہ کے اندر جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق
و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا ناگہاں ایک
سائل اس قبہ میں داخل ہوا اور یہ کہا کہ کون ہے جو حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کھلا دے؟ ایک بوڑھے خبیث رافضی
نے اس سائل کو اپنے گھر لے جا کر سائل کی زبان کاٹ ڈالی اور اس کے ہاتھ
پر رکھ کر کہا کہ لے یہ ہے ابو بکر کی محبت کا بدلہ سائل اپنی زبان کو ہاتھ
میں لیے ہوئے مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھ کر رونے لگا اور روتے
روتے سو گیا خواب میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین
رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوا پھر یہ دیکھا کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس
شخص کی زبان اس کے منہ میں رکھ دو چنانچہ انہوں نے رکھ دی اس
کے بعد سائل بیدار ہوا تو اس کی زبان اس کے منہ میں بدستور سابق تھی
اور کوئی تکلیف بھی نہیں تھی پھر سائل نے سال بھر کے بعد عاشورا کے دن
اسی قبہ میں جا کر کھانے کا سوال کیا تو ایک نوجوان اس کو اپنے گھر لے گیا
اور سائل کو کھلا پلا کر اس کا بہت زیادہ اعزاز کیا سائل نے تعجب کے
ساتھ پوچھا کہ گذشتہ سال جب میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کا نام کر کھانے کا سوال کیا تھا تو میری زبان کاٹی گئی تھی اور امسال میرا
اس قدر اعزاز کیا جا رہا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟۔

جوان نے کہا اے شخص جس نے تیری زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ تھا
تیری زبان کاٹتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے بندر بنا دیا چنانچہ

دروازے کا پردہ ہٹا کر اس جوان نے سائل کو دکھا دیا کہ دیکھ یہی میرا باپ ہے جس نے تیری زبان کاٹی تھی سائل نے دیکھا کہ گھر میں ایک بندر بندھا ہوا بیٹھا ہے اس کے بعد جوان نے کہا کہ تم نے جو دیکھا اس کو لوگوں سے چھپانا اور یہ کہا کہ اس کا انجام دیکھ کر ہم لوگوں نے رافضی مذہب سے توبہ کر لی ہے اس واقعہ کو علامہ سمہوری نے اپنی کتاب زواجر میں اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ علامہ قسطلانی وغیرہ نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۸۶۷ جلد ثانی)

(۲) زواجر ہی لکھا ہے کہ حلب میں ایک آدمی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا جب یہ مر گیا تو شہر کے چند نوجوانوں نے اس کی قبر کھود کر دیکھا تو قبر میں ایک سور پڑا ہوا تھا نوجوانوں نے اس کو گھسیٹ کر قبر سے نکالا اور اس کو آگ میں جلا ڈالا

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۸۶۷ جلد ثانی)

نمازی کا گستاخ

حلب میں ایک مسلمان نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی اس سے کھلواڑ کرنے لگا مگر اس مسلمان نے نماز نہ توڑی اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پوری کر لی اور جیسے ہی اس نے اسلام پھیرا فوراً ہی کھلواڑ کرنے والے کا چہرہ خنزیر (سوئر) کی شکل کا ہو گیا اور وہ جنگل کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔

اس طرح کے متعدد واقعات فقیر کی تصنیف گستاخوں کا برا انجام پڑھئے۔

تمت الرسالۃ بالخیر۔ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان ۱۳ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ۔

عارف حقانی، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
کے تصرف، کرامات جلیلہ اور کمالاتِ جمیلہ پر نہایت جامع اور مستند دستاویز

کراماتِ شیر ربانیؒ

تصنیف

حضرت مولانا غلام یار مکوی نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
والد ماجد حضرت پیر میاں محمد حفیظ اللہ صاحب مکوی نقشبندی مدظلہ

ناشر

مولانا الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مجددی شرقپوری
ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفےٰ موتی مسجد نوشہرہ درکاں (گوجرانوالہ)

ملنے کا پتہ

مکتبہ حضرت میاں صاحب (علیہ الرحمۃ) شرقپور شریف شیخوپورہ